

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقِتَالِ

مُحِبِّي

عَرَضَ حَاضِرِ كَافٍ عَظِيمِ فِتْنَةٍ

تَأليف

مولانا حبيب الرحمن قاسمی

استاذ دار العلوم دیوبند

بیت التوحید ۱۳۷- ای آصف کالونی کراچی

وَالْفَنَّةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَبْلِ

مکینیت

عصر حاضر کا عظیم فتنہ

تالیف

ہدیہ

۱۸/- روپے

مولانا حبیب الرحمن قاسمی
استاذ دارالعلوم دیوبند

ناشر: بیت التوحید ۱۳۷/۱ ای آصف کالونی کراچی ۲۹۵۷۱۰

حضرت سیدنا
عقار وین

حضرت سیدنا
عقار وین

عقار وین

حضرت سیدنا
عقار وین

حضرت سیدنا
عقار وین

عقار وین

حضرت سیدنا
عقار وین

حضرت سیدنا
عقار وین

فہرست عنوانات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۳	خمینی کی تائید	۵	باب (۱)
۲۴	جسارت کی انتہا	۷	پیش لفظ
۲۸	پاسداران انقلاب کے حیا سوز جرائم	۱۰	اصلی وطن اور خاندان
۳۱	ایک انصاف پسند قاضی کا مایوس کن انجام	۱۱	اجتہادی گوانٹ
۳۲	الجمہوریۃ الاسلامیہ ایران کے تین سالہ کارنامے	۱۲	معلم فلسفہ سے فقیہ عادل
۳۳	ایران کی تباہی کا ذمہ دار کون؟	۱۳	ایران کی سیاسی جماعتیں
۳۳	خمینی اقتدار تو ہم پرستی کا نتیجہ	۱۵	انقلاب ایران کے قائدین
۳۴	خمینیت اسلام کو بدنام کرنے کی ایک تحریک	۱۶	حکومت ایران پر خمینی کا تسلط
۳۶	ثورۃ اسلامیۃ لاسنیۃ ولاشیعۃ کی حقیقت	۱۷	خمینی نظام اقتدار کے تین شعبے
۴۰	باب (۲)	۱۸	معیار صلاحیت
۴۲	مسئلہ امامت میں خمینی کا غلو	۱۹	الحکمۃ الثورۃ کا اولین فیصلہ
۴۵	خمینی کے اس عقیدہ پر ایک نظر	۱۹	خمینی کا موقف
۴۶	خمینی عقیدہ میں ائمہ کا مرتبہ	۲۱	ایران کا حال زار
۴۷	ائمہ نوری مخلوق ہیں	۲۱	کیا دنیا کی عدالتیں ان فیصلوں کی نظیر پیش کر سکتی ہیں
		۲۲	الحکمۃ الثورۃ کے تین سالہ فیصلے پر ایک نظر

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۸۹	الصحابۃ فی الحدیث	۴۷	پوری کائنات ان کے زیر تصرف ہے
۹۴	صحابہ پر تنقیص کرنے والا	۴۸	ملائکہ اور انبیاء سے بھی بلند تر
۹۸	علمائے امت کی نظر میں	۴۸	سہو و غفلت سے منزہ
۱۰۰	نظریہ ولایت فقیہ	۴۸	واجب الاتباع
۱۰۱	خمینی کا استدلال	۴۹	خلاصہ کلام
۱۰۱	خمینی کے استدلال کا جائزہ	۴۹	ان عقائد کا قرآنی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ
۱۰۲	ولایت فقیہ شیعہ علماء کی نظر میں	۵۶	شاہ ولی اللہ کی تحقیق
۱۰۵	خمینی مذہب کی کچھ اور	۵۹	انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی
۱۰۵	بدعات و خرافات	۶۱	ایک اور گمراہ کن خطاب
۱۰۵	اذان میں اپنے نام کا اضافہ	۶۳	خلاصہ خطاب اور اسکے نتائج
۱۰۶	خمینی کے نام پر درود و سلام	۶۵	صحابہ کرام خمینی عقیدہ میں
۱۰۶	خمینی کے نام پر کبیر	۶۷	حضرت عثمان و امیر معاویہ
۱۰۶	خمینی کی شرک آمیز تعظیم	۶۷	کی شان میں زبان درازی
۱۰۷	حرمین شریفین اور	۶۸	شیخین رضی اللہ عنہما پر بہتان تراشی
۱۰۷	خمینی کے ناپاک عزائم	۶۹	حضرات صحابہ و خلفائے ثلاثہ
۱۱۱	حاصل بحث	۶۹	کی شان میں فحش کلامی
۱۱۳	مراجعہ	۷۷	ایرانی فوج کا جذبہ قربانی
		۷۸	صحابہ سے بڑھا ہوا ہے
		۷۸	خلاصہ کلام
		۸۱	الصحابۃ فی القرآن

بَاب ۱

○ خمینی کیا تھے اور کیا بن گئے

○ نام نہاد اجمہوریۃ الاسلامیہ میں کیا ہو رہا ہے

○ خمینیوں کے سنسنی خیز جرائم کا انکشاف

○ خمینی اقتدار کے بھیانک جرائم

اور ان کا انجام



پیش لفظ

الحمد لله حمداً ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا
ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل الله فلا هادي له
واشهد أن لا اله الا الله شهادة تكون للنجاح وسيلة ورفع الدرجات
واشهد أن محمداً عبده ورسوله صلى الله عليه وسلم وأصحابه أجمعين - أما بعد

انقلاب ایران اور اسکے قائد خمینی آجکل ہمارے ملک میں موضوع بحث بنے ہوئے ہیں، جماعت اسلامی مسلمانوں کا جدت پسند اور عصری علوم و فنون سے وابستہ طبقہ اسے اسلامی انقلاب سمجھتا ہے، اور جو لوگ ان کی رائے سے اتفاق نہیں رکھتے انھیں فرسودہ خیال، قدامت پسند، حالات زمانہ سے بے خبر اور اتحاد دشمن جیسے اہانت آمیز خطابات سے نوازتے ہیں یہ گروہ اپنی رائے میں اس درجہ شدت رکھتا ہے کہ قائد انقلاب ”خمینی“ اور ان کے برپائے ہوئے اس انقلاب کے خلاف ایک حرف بھی سننا اسے گوارہ نہیں۔

اس کے بالمقابل قدیم تعلیم یافتہ، اور مذاہب عالم پر مبصرانہ نگاہ رکھنے والے حضرات ہیں، جو اس انقلاب کو اسلامی انقلاب کے ماننے کیلئے تیار نہیں، اور بڑی حد تک یہ حضرات بھی اپنی رائے میں جزم اور یختگی رکھتے ہیں۔

جماعت اسلامی اور اس کے ہم خیال گروہ کی تائید خود خمینی اور انکی برق رفتار پریس سے بھی ہو رہی ہے جو بلاغ و ترسیل کے تمام تر ذرائع کو کام میں لا کر یہ نعرہ بلند کر رہے ہیں کہ ”ثورة اسلامية، لا شيعية ولا سنية“ اور ان کا پریس مسلسل اعلان کئے جا رہا ہے کہ ”اسلامی انقلاب“ ہے جو اسلام کے

اقتدار اور کتاب و سنت کے نفاذ کیلئے برپا کیا گیا ہے، اب وقت آ گیا ہے کہ ملت اسلامیہ متحد ہو کر قائد انقلاب امام خمینی کی قیادت میں اسلام دشمن طاقتوں کا مقابلہ کرے، اسی کے ساتھ خمینی کے نمائندے اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مملکت ایران کے سفارت خانے بھی پوری قوت سے دنیا میں یہ بات پھیلا رہے ہیں کہ ایران کا یہ انقلاب درحقیقت اسلامی انقلاب ہے جو اس وقت اتحاد بین المسلمین کی ایک علامت ہے، اس کی تائید اور حمایت دنیا کے تمام یکسوں اور مظلوموں کی حمایت ہے، اسلام اور اقتدار اسلام کی حمایت ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کا عین اور مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اپنے فردعی اور فقہی اختلافات سے بالاتر ہو کر وحدت کلمہ، وحدت قبلہ، وحدت کتاب اور وحدت رسول کی بنیاد پر امام خمینی کے پرچم کے نیچے جمع ہو جائیں۔

خمینی کی اس دعوت عمومی کے بعد ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ ہم اسے کتاب و سنت کی کسوٹی پر پرکھیں اگر ان بلند و بانگ دعوؤں کے مطابق واقعی یہ انقلاب اسلام کے معیار پر پورا اتر رہا ہے تو اس کی حمایت و نصرت اور تائید و تقویت ہمارے لئے شرعی حیثیت سے ضروری ہو جائیگی اور اگر وہ اس معیار پر پورا نہیں اترتا تو پھر اس کی تردید و مخالفت بھی اسی طرح لازم ہوگی اس میں کسی قسم کی مسابہت و ممانعت شرعاً درست نہ ہوگی، یہ تحقیق و تفتیش اور جانچ و پڑتال اس وقت اور بھی ضروری ہو جاتی ہے جب ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ دعوت ایک ایسی شخصیت کی جانب سے دی جا رہی ہے جو صرف ایک مذہبی پیشوا ہی نہیں بلکہ ایک عظیم سیاسی لیڈر بھی ہے، کیونکہ اکثر اسلام مخالف سیاسی تحریکیں قرآن و سنت اور اتحاد بین المسلمین ہی کے پرچم پر ان کے ساتھ اٹھیں، اس بحث و تحقیق کے بغیر

اس انقلاب کے بارے میں رد یا قبول کا کوئی بھی پہلو نہ مناسب اور معقول ہے
نئے کسی فیصلہ سے پہلے اس کی واقعیت کو معلوم کر لینا از بس ضروری ہے۔

کسی دعوت و تحریک کے صحیح رخ کو جاننے اور اس کی اصل حقیقت تک
پہنچنے کا سیدھا اور معقول راستہ یہ ہے کہ اس کے قائد اور رہنما کے افکار و نظریات
کا جائزہ لیا جائے جس کی قیادت اور سربراہی میں یہ تحریک پروان چڑھ رہی ہے
کیونکہ ہر تحریک اور ہر انقلاب کا مرکز و محور اس کے اپنے قائد کے افکار و نظریات
ہی ہوتے ہیں جس کے گرد اس کا سارا نظام گردش کرتا ہے۔

خمینی نہ صرف ایک سیاسی لیڈر اور رہنما ہیں بلکہ اپنے نظریہ ولایت فقیہ
کی روشنی میں امام غائب کے قائم مقام اور نائب بھی ہیں، اور ان کی قیادت میں
ایران کے اندر جو سیاسی انقلاب آیا ہے اور اس کے نتیجے میں وہاں جو حکومت قائم
ہوئی ہے اس کی تنظیم و تشکیل اسی نظریہ ولایت فقیہ کی روشنی میں کی گئی ہے
چنانچہ دستور ایران کی دفعہ ۵ میں یہ صراحت موجود ہے۔

تكون ولاية الامر والامّة في غيبة الامام
المهدي عجل الله فوجه في جمهورية ايران
الاسلامية للفقيل العادل التقى لعارته بالحصرة
۱۸۱ ہجری کے فیت کے زمانہ میں جمہوریہ اسلامیہ ایران
کا امیر و امام اپنے عہد کا فقیہ عادل، پاکیزہ اور
عارف باشر ہوگا۔

دستور کی اس دفعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ خمینی کا
برپا کیا ہوا انقلاب ان کے نظریہ ولایت فقیہ کی بنیاد پر قائم ہے، یہی انکشاف خود
خمینی کی تحریروں سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا، لہذا اب ضرورت
ہے کہ خمینی کے اعمال و عقائد اور نظریہ ولایت فقیہ کا قرآن و سنت کی روشنی
میں جائزہ لیا جائے تاکہ ان کے برپا کئے ہوئے انقلاب کے بارے میں صحیح فیصلہ تک
پہنچا جاسکے کہ وہ اسلامی انقلاب ہے یا غیر اسلامی اور خود خمینی کے بارے میں بھی
فیصلہ آسان ہو جائے کہ وہ اسلام کے حامی و دوست ہیں یا اسلام کے دشمن اور بدخواہ ہیں

اصلی وطن اور خاندان

خمینی ایرانی نژاد نہیں ہیں، بلکہ وہ اصلاً ہندوستانی ہیں، ان کے دادا "احمد" آج سے تقریباً سو سال قبل ہندوستان کی سکونت ترک کر کے ایران آکر "خمین" نامی ایک بستی میں آباد ہو گئے تھے، یہیں ان کے والد مصطفیٰ پیدا ہوئے اور۔۔۔ جو اس سالی میں مقتول ہو گئے، خمینی کے باپ دادا کی تاریخ کا بس اسی قدر حصہ معلوم ہے اور عام طور پر تمام ایرانی اس سے واقف ہیں۔ اس سے آگے کی ان کی خاندانی تاریخ پر لاعلمی کا دبیز پردہ پڑا ہوا ہے، اور کسی کو معلوم نہیں کہ ان کا صحیح سلسلہ نسب کیا ہے، ہندوستان کے کس خطے اور شہر سے ان کی خاندان کا وطنی تعلق تھا، وہاں اس کی کیا حیثیت تھی اور اس ترک سکونت کا سبب کیا تھا، یہ اور اس طرح کے بے شمار سوالات ایک متجسس ذہن میں بھرتے ہیں مگر جواب ندارد ہے، اور خود خمینی بھی تاریخ کے ان مخفی گوشوں کو مخفی ہی رکھنا چاہتے ہیں اسی بنا پر وہ اس سلسلے میں بالکل ساکت اور خاموش ہیں، اور اس موضوع پر گفتگو کو خلاف مصلحت سمجھتے ہیں۔

علم و تحقیق کی میزان میں اس عذر خواہی یا بالفاظ دیگر سخن سازی کا کوئی بھی وزن نہیں ہے کہ "خمینی اپنے خاندانی احوال سے واقف نہیں ہیں اس لئے اس کے متعلق کچھ کہنے سے معذور ہیں" کیونکہ محقق طور پر یہ معلوم ہے کہ ان کے دادا نے اب سے ایک صدی قبل ہندوستان کو خیر باد کہہ کر ایران کا وطن اختیار کر لیا تھا، اور تاریخ عمرانی میں ایک صدی کے اندر تین نسلوں کا وجود ملنا گیا ہے، اس لئے یہ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ صرف تین نسلوں کے وقفے سے کسی شخص کا اپنے خاندان سے اس طرح انقطاع ہو گیا کہ اب اسے یہ بھی نہیں پتہ کہ ہمارے اباؤ اجداد کا اصلی وطن کہاں تھا اور ان کا سلسلہ نسب کیا ہے؟

الامام البروجردی ۱۹۶۱ء میں وفات پا گئے تو شیعہ جماعت کی مذہبی قیادت کیلئے ان کے قائم مقام کی حیثیت سے "الامام کاظم شریعت مداری، الکلبایکانی اور الخجفی المرعشی" تین علماء کے ناموں کا چرچا دینی حلقوں میں ہوا اور اس موقع پر بھی خمینی کا نام زعمائے دین کی فہرست میں نہ آسکا، کسی کو اس کا گمان بھی نہیں تھا کہ خمینی کبھی زعمائے دین اور قائدین ملت کی صف میں شمار ہو سکتے ہیں کیوں کہ علمی و دینی حلقوں یہ معلم فلسفہ کی حیثیت سے متعارف تھے، فقیہ و مجتہد حاشیہ نقطہ نظر کے مطابق فتویٰ صادر کرنے کا حق رکھتا ہے، کی حیثیت سے انھیں کوئی ہمد جانتا تھا جب کہ دینی سربراہی کیلئے یہ شرط اولین ہے۔

معلم فلسفہ سے فقہی عادل | تاریخی حوادث کبھی کبھی حیرت انگیز نتائج کے حامل ہوتے ہیں اور فرد و جماعت کی زندگی میں ایسا میر العقول انقلاب پیدا کرتے ہیں جس کا پہلے سے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا خمینی کی شہرت و قیادت بھی اسی قسم کے ایک حادثہ کی زمین منت ہے۔

خمینی اپنی نامرادی پر صبر کئے جماعہ قم میں تدریسی خدمت میں مشغول تھے اسی زمانہ میں شاہ ایران نے یہ اعلان کر دیا کہ زراعتی اور قابل کاشت اراضی ان کے مالکوں سے لے کر کاشتکاروں میں تقسیم کر دی جائے

اس اعلان کے ہوتے ہی رضا شاہ کے خلاف ایران میں ایک طوفان امنڈ پڑا اور بہت سی علمی شخصیتیں بھی اس قانون کے خلاف میدان میں آگئیں، خمینی جو ایک مدت سے شہرت و ناموری کی آتش ہو س میں جلی بھٹن رہے تھے بھلا اس نادر موقع کو کیسے ہاتھ سے جانے دیتے، چنانچہ ایک شاعر کھلاڑی کی طرح وہ بھی میدان میں کود پڑے، شاہ کی مخالفت میں انھوں نے اس قوت و شدت اور انتہا پسندی کا مظاہرہ کیا کہ ان تمام دینی قائدین کو جو اس قانون کے خلاف جدوجہد

اس لئے اپنے آباء اجداد کی تاریخ کے بارے میں خمینی کی یہ احتیاط اور اس موضوع سے وابستہ گریز کسی راز سر بستہ کی غمازی کرتا ہے جس کے تحفظ کیلئے یہ ساری پردہ داریاں کیا اپنے خاندانی حالات کے سلسلے میں طبع انسانی کے برخلاف خمینی کے اس رویے کی بنیاد پر سوچنے والا سوچ سکتا ہے کہ ہونہ ہو خمینی کے جبہ و دستار کا بھرم اسی مترد فوں اور راز سر بستہ کی پراسرار بنیاد پر قائم ہو اور ان کی قائدانہ مصلحت کا تقاضا یہی ہو کہ اس بارے میں بحث و تمحیص اور کھود کرید کو راہ نہ دیجائے

لا تشلوا عن اشیاء ان تبدل لکھ تسود کھو (الایمان)

ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو کہ اگر وہ ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔

ابستدالی کو اوائف | عمر کی پچاس بہاریں دیکھ لینے کے باوجود خمینی گوشہء گمنامی سے باہر نہیں نکل سکے تھے اور جامعہ قم ایران میں فلسفہ اسلامی کے معلم کی حیثیت سے زندگی کے ایام گزارتے رہے لیکن شہرت و ناموری کی ہوس اس زمانہ میں بھی ان کے اندر جنون کی حد تک پہنچی ہوئی تھی چنانچہ اس وقت کے ایران کے سب سے بڑے شیعہ عالم الامام البروجردی کے علم و فضل کا تذکرہ جب ان کے پاس کیا جاتا تو دامن ضبط ان کے ہاتھوں سے پھوٹ جاتا اور اس طرح البروجردی پر پھٹ پڑتے تھے کہ خمینی کی اس کیفیت کو دیکھنے والا یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ الامام البروجردی نے خمینی کی حق تلفی کر کے ان کے مقام و مرتبہ پر قبضہ کر لیا ہے۔

خمینی کے اس جذبہ شہرت طلبی سے "البروجردی" بھی اچھی طرح واقف تھے اس لئے کہا کرتے تھے: "انھذا الرجل سیہدم الحوزۃ الدینیۃ و سیکون علی الاسلام وبالاً" (یہ شخص رخمینی) عنقریب دینی حدود کو پامال کرے گا اور اسلام پر ایک وبال بنے گا۔ (زبان خلوت کو تقاضا تھا سمجھو)

کر رہے تھے اپنے اس جذباتی طرز عمل سے پیچھے ڈال دیا۔

ہر جگہ کے عوام کا عام طور پر یہی شیوہ ہے کہ وہ سنجیدہ اور تعمیری پروگراموں کے مقابلہ میں جذباتی تقریروں کو زیادہ پسند کرتے ہیں ایرانی عوام نے بھی اسی ذہنیت کا مظاہرہ کیا، اس لئے تھوڑے ہی دنوں میں خمینی کے گرد عوام کا اچھا خاصا حلقہ اکٹھا ہو گیا اور دیکھتے دیکھتے وہ ایک ابھرتے ہوئے دینی قائد کی حیثیت سے ملک میں مشہور ہو گئے، خمینی کا تیرنشاہ پر بیٹھ گیا تھا، اور ایک کامیاب نسخہ ان کے ہاتھ آ گیا تھا، اس لئے ہوا خواہوں اور عقیدت مندوں کو بغیر اکٹھا کرنے کی غرض سے اپنی تقریروں کو مزید تلخ اور جذباتی بنا دیا، اس روایت سے انہیں غیر معمولی فائدہ ہوا اور ان کی شہرت کا آفتاب نصف النہار کو چھونے لگا، رضا شاہ کو ان کی بجا تلخ نوائیاں اور اسکے ذریعہ سے سستی شہرت کھٹکنے لگی، بالآخر انہیں قید کر کے جیل میں ڈال دیا، جس سے انہیں مظلومیت کی ہمدردی بھی حاصل ہو گئی، اور وہ پورے ملک میں معلم فلسفہ کی بجائے رہبر قوم اور فقیہ مادل کی حیثیت سے جانے پہچانے جانے لگے۔ یہ ہے خمینی کی رہبر اور فقیہ عادل بننے کی داستان۔

» قیاس کن ز گلستان من بہار مرا »

ایران کی سیاسی جماعتیں | شہنشاہیت کے خلاف اور ملک میں جمہوری نظام حکومت کے قیام کے لئے تنہا خمینی اور ان کے حاشیہ نشینوں ہی نے جدوجہد نہیں کی ہے بلکہ اس میدان میں درج ذیل جماعتیں خمینی کے دوش بدوش ہر قسم کی قربانیاں دے رہی تھیں، ان میں بعض پارٹیاں ایسی بھی ہیں جن کی خدمات کے مقابلے میں.....

خمینی پارٹی کی خدمت عشر عشر کا درجہ بھی نہیں رکھتی، ذیل میں ان جماعتوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) ڈاکٹر۔ مصدق۔ کی قائم کردہ پارٹی (الجبهة الوطنية) تعلیمی اور تجارتی مراکز میں اس پارٹی کا بہت زیادہ رسوخ تھا

(۲) الامام زنجانی اور بازرگان مہندس کی پارٹی یہ دراصل الجبهة الوطنية کی ایک شاخ تھی جو بعد میں اس سے الگ ہو کر مستقل پارٹی بن گئی تھی اور النہضہ کے مختصر نام سے مشہور تھی اسکے اثرات بھی تعلیم گاہوں اور تجارتی منڈیوں میں بہت وسیع تھے۔

(۳) مجاہدین خلق۔ موسیٰ خیابانی اور مسعود رجوی اسکے مؤسس تھے اور روحانی طور پر اسکے اصل بانی آیت اللہ الطالقانی تھے، اس پارٹی میں مدارس و جماعت کے طلبہ و طالبات کثرت سے داخل تھے، انقلاب ایران کو کامیاب کرنے میں اس پارٹی کا بہت دخل ہے، ایران کی تمام سیاسی جماعتوں میں یہ جہات سب سے زیادہ مضبوط، فعال، اور موثر تھی، ایرانی قیادت پر خمینی کے تسلط کے بعد خمینیوں کے جو رستم کا تختہ شق سب سے زیادہ ہی پارٹی بنی ہے۔

(۴) زعمائے شیعہ کی جماعت پر جیسے آیت اللہ الطالقانی، الامام السید حسین القمی، الامام الشیخ بہار الدین المہلّاتی الامام زنجانی

الامام المہلّاتی وغیرہ ان کے اثرات ایرانی قوم میں بہت زیادہ تھے۔ یہ سب علماء شہنشاہیت کے مخالف اور انقلاب پسند تھے، ان علمائے شیعہ کو خمینی اور ان کی جماعت سے بہت سے امور میں اختلاف بھی تھا، لیکن انقلاب کو نقطہ اتحاد بنا کر انقلابی جدوجہد میں یہ حضرات بھی پورے طور پر شریک تھے۔

(۵) شریعت مداری کی پارٹی۔ اس پارٹی میں بھی جماعت اور یونیورسٹیوں

گھر میں ایک تیزی کی طرح زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں، امام خاتانی کو تو باضابطہ ان کے گھر میں نظر بند کر دیا ہے، اور امام قمی جیسا مجاہد جلیل جس کے پائے ثبات کو شاہ کی چودہ سالہ انتہائی اذیت ناک سزائیں بھی لغزش زدے سکیں آج نہایت کس پرسی کی حالت میں حیات کے ایام گن رہا ہے، امام زنجانی جنہوں نے جمہوریت کی خاطر سات سال کی جیل کاٹی، انجموریۃ الاسلامیہ ایران سے یابوس ہو کر عزت نشین ہو گئے تھے اور اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔

یہ بے ان اعظم علمائے شیعہ کے ساتھ خمینی کا برتاؤ جو انقلاب کی جنگ میں ان کے دوش بدوش بلکہ ان سے آگے تھے۔

حکومت ایران پر خمینی کا تسلط | خمینی نے اپنی مشہور کتاب "کشف الاسرار" میں علمائے دین کے مشاغل کے متعلق عہد و میثاق کے خلاف لکھا ہے کہ علمائے دین پر لازم ہے کہ توحید تقویٰ، علوم سماویہ اور تہذیب اخلاق کی تعلیم و اشاعت کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول نہ ہوں۔

اسی طرح فرانس کے زائر قیام میں ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو ایک بیان دیتے ہوئے یہ کہا تھا۔

ان رجال الدین الشیعة لا یبیدون ان یحملوا ایران
اذ میں حصہ عمل رجال الدین فی ارشاد و مراقبہ اعمال و
افعال الحکام۔ وانا لا ارید ان اکون زعیما للجمہوریۃ
الاسلامیۃ ولا ارید تولی السلطنۃ بل ابقی فقط لارشاد الناس

کے طلبہ کثرت سے تھے اور ایک موثر جماعت سمجھی جاتی تھی۔

(۶) خمینی اور ان کے حامیوں کی جماعت یہ پارٹی بھی دیگر پارٹیوں کی طرح انقلاب کیلئے کوشاں تھی۔

(۷) تو وہ پارٹی۔ یہ روس نواز پارٹی تھی، دیگر جماعتوں کے مقابلے میں اس جماعت سے خمینی کے تعلقات بہت بہتر تھے، یہ تمام سیاسی اور دینی جماعتیں منہاج و عمل میں اختلاف رکھنے کے باوجود شاہی نظام کی شکست و ریخت اور جمہوری نظام کے قیام و استحکام کے نظریہ میں مستحق تھیں اور انقلاب کے برپا کرنے میں اپنی اپنی بساط کے مطابق سب کی خدمات ہیں۔

انقلاب ایران کے میدان جہد و عمل میں انقلاب کے قائدین اور زعمیم دینی کی حیثیت سے تنہا خمینی ہی جمہوریہ ایران میں ان کا مقام نہیں تھے، اس راہ میں ان کے ہم سفر

نہیں بلکہ پیشرو السید کاظم شریعت مداری، آیت اللہ الطالقانی، السید حسین القمی، الامام الخاقانی، الامام زنجانی وغیرہ اعظم علمائے شیعہ بھی تھے، امام قمی نے تو اس سلسلہ میں ۱۴ سال کی طویل مدت تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں جبکہ خمینی اس مدت میں ایران سے باہر ترکی، عراق اور پیرس وغیرہ کی سیر اور راحت و آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے، لیکن یہ سب علمائے دین انقلاب کے بعد ایران کی حکومت جمہور کے حوالے کر کے اپنے اپنے علمی و دینی زاویوں میں واپس لوٹ کر اپنے مشاغل میں لگ گئے، خمینی کے ساتھ حکومت سازی میں بالکل شریک نہیں ہوئے، مگر خمینی کی تنگ ظرفی کا یہ عالم ہے کہ ان علماء کی قربانیوں کے صلے میں کم از کم ان کی توقیر و تعظیم ہی کا حق ادا کرتے اٹھے ان کے ساتھ آج تشدد اور ظلم و زیادتی کا معاملہ کر رہے ہیں، چنانچہ شریعت مداری آج بھی اپنے

شیعہ علماء ایران پر حکومت کرنا نہیں چاہتے، کیونکہ علماء کے کام کا دائرہ حکام کے
کاموں کی نگرانی اور ان کی اصلاح میں محدود ہے اور میں خود جمہوریہ اسلامیہ کی
ریاست نہیں چاہتا اور نہ ایران کی حکومت پر قبضہ کا میرا ارادہ ہے، انقلاب کے
بعد میرا کام صرف قوم کی رہنمائی ہوگا۔

ایرانی عوام اور جماعتوں کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ ایک دینی
رہنما اپنی ان واضح تصریحات کو پس پشت ڈال کر حکومت ایران پر مسلط ہو جائیگا
لیکن خمینی نے اپنے قول و قرار اور جمہور کے وہم و گمان کے برخلاف اس ڈرامائی
انداز سے جمہوریہ ایران کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے کہ ناطقہ سرگرمیاں ہے اسے
کیا کہئے؟ اور آج یہ عالم ہے کہ الجمہوریۃ الاسلامیہ کے نام سے الجمہوریۃ الخمیۃ کا سکہ
ایران میں چل رہا ہے اور اگر کوئی اس جبر و استبداد کے خلاف ایک لفظ بھی کہے
تو وہ خمینی مذہب میں مرتد و منافق اور قابل گردان زدنی ہے، تفصیل آگے لاحقہ کیجئے۔

خمسینی نظام اقتدار کے تین شعبے | الجمہوریۃ الاسلامیہ ایران کے دستور اساسی
میں نظام حکومت کو برپا کرنے کے لئے

بہت ساری مجلسوں اور محکموں کا ذکر کیا گیا ہے مگر یہ ہاتھی کے دانت محض دکھانے
کے لئے ہیں عملی طور پر ایران میں درج ذیل تین شعبے متحرک ہیں اور انہیں کے
گرد پورا نظام حکومت گردش کرتا ہے۔ اور ان تینوں شعبوں پر صرف خمینی کے
افراد قابض ہیں۔

(۱) المحرس الثوری (پاسداران انقلاب) (۲) اللجان الثوریۃ (مجلس عاملان
انقلاب) (۳) المحاکم الثوریۃ (مجلس عادلان انقلاب)

معیار صلاحیت

ان تینوں مذکورہ شعبوں کے رئیس اور ذمہ داران اگرچہ صاحب جہ و دستار ہیں اور اپنی وضع قطع سے دیندار نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں دین سے ان کا دور کا بھی تعلق نہیں، ان ذمہ داروں کے انتخاب میں علم، دیانت، اخلاق وغیرہ ضروری صلاحیتوں کی بجائے خمینی کی مطلق وفاداری اور بے چون و چرا پیروی کو معیار ٹھہرایا جاتا ہے، خمینی کی اسی فضیلت کی رعایت میں ایران کی نام نہاد "جمہوریۃ الاسلامیہ" کے دستور اساسی میں یہ دفعہ رکھی گئی ہے: "حب خمینی حسنة لا تضر معہ سیئة"۔ خمینی کی محبت نیکی ہے اس کے ہوتے ہوئے کوئی جرم اور گناہ نقصان رساں نہیں ہے۔

اسی دفعہ کے محور پر آج کل ایران کے اندر تمام احکام و قوانین گردش کرتے ہیں اور الجمہوریۃ الخمينیہ میں خمینی سے معمولی درجہ کا بھی اختلاف رکھنے والا مفسد منافق، مرتد و مستحق قتل ہے جب کہ خمینی سے عقیدت و محبت کا دم بھرنے والا، بڑے سے بڑے جرم کے بعد بھی لائق تبریک و تکریم ہے۔

چنانچہ خمینی کے ابتدائی تین سالہ دور اقتدار میں ایک ہزار چار سو افراد بیروئین وغیرہ منشیات کی تجارت کرنے کے الزام میں قتل کئے گئے جن میں سفائی کا موقع ملکا نہیں دیا گیا، کیونکہ یہ سب کے سب اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو خمینی کی نظام حکومت کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ لیکن ۱۹۸۳ء میں خمینی کے داماد صادق الطباطبائی کو المانیہ کے سفر میں وہاں کے سپاہیوں نے گرفتار کر کے ان کے بریف کیس سے ایک کلو چھ سو گرام افیون برآمد کر لی، اس جرم میں المانیہ کی حکومت نے انھیں جیل میں ڈال دیا، بالآخر خمینی حکومت کی غیر معمولی کوششوں کے نتیجے میں انھیں رہائی ملی اور جب المانیہ سے بذریعہ ہوائی جہاز

طہران واپس لوٹے تو خود خمینی نے ان کا استقبال کرتے ہوئے ان کی رہائی پر انھیں مبارکباد دی کہ چونکہ یہ خمینی کے عزیز و قریب تھے اور ان کی محبت کا دم بھرتے تھے اس لئے اس حرم کے باوجود جس کی بنا پر ایران کو رسوائی اٹھانی پڑی یہ لائق تبریک و تکریم ہی رہے۔ اس باعزت مجرم صادق الطباطبائی کی واپسی کے دو ستر ہی دن الجہوریہ انجینیئر نے نہایت جسارت کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ کل صبح کے وقت گیارہ افراد کو منشیات کی خرید و فروخت کے الزام میں پھانسی دی جائے گی۔ شاید یہ بد نصیب خمینی کی محبت سے محروم تھے اس لئے حیات سے محروم کر دئے گئے۔

الحکمۃ الثوریۃ کا اولین فیصلہ | انقلاب کے پہلے ہی ہفتہ میں محکمہ ثوریہ نے پانچ افراد کے قتل کا فیصلہ صادر کیا جس میں شاہی دور کے جنرل نصیری جیسے افراد شامل تھے، لیکن اسلام ترین فیصلہ کی خبر اس وقت کے الجہوریہ الاسلامیہ کے صدر "بازرگان ہندس تک کو نہیں تھی، صدر مملکت بازرگان کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس فیصلے سے اظہار برأت کرتے ہوئے انھوں نے یہ بیان جاری کیا کہ "میں نے نزدیک صرف وہی فیصلہ درست ہے جو شرعی اور قانونی ضوابط کے مطابق ہوگا۔" چونکہ یہ فیصلہ امام غائب کے نائب، ایران کے رہبر خداوندی اقتدار کے حامل فقیہ عادل خمینی کے چشم و ابرو کے اشارے پر کیا گیا تھا اس لئے اسکے مقابلے میں بیچارے شو بوائے بازرگان کے بیان کی کیا حیثیت تھی، فیصلہ اپنی جگہ اٹل رہا اور پانچوں افراد اسکے مطابق قتل کر دئے گئے۔

خمینی کا موقف | یہ اہم ترین اور انتہائی غیر متوقع فیصلہ چونکہ الجہوریہ الاسلامیہ کا اولین فیصلہ تھا، عوام اور خود مجلس متغذی اس بارے میں اپنے رہبر کے موقف سے بھی واقف نہیں تھی، اس لئے

اس فیصلہ پر عملدرآمد کے لئے کوئی تیار نہیں تھا، خمینی کو جب اس صورت حال کی اطلاع دی گئی تو غضبناک ہو کر فرمایا "ایتوفی برشاشۃ حتی اذہب بنفسی وانفذ فی خلواء المجرمین الموت" مجھے گن دو تاکہ میں خود ہمارا اس فیصلہ کی تنفیذ کر کے ان مجرمین کو موت کے گھاٹ اتار دوں۔ خمینی کا یہ جنگیزی فرمان سن کر وہاں موجود حاضرین کو یقین ہو گیا کہ امام مطلق کا ناطق فیصلہ یہی ہے جس کے بعد ان کے قتل سے احتراز کرنا ایک واجب دینی سے گریز کرنے کے مرادف ہوگا، چنانچہ اسی وقت خمینی کی اقامت گاد۔ مرستہ الرفاد طہران کے صحن میں انھیں گولیوں سے اڑا دیا گیا۔

ایک دن وہ تھا کہ اس ظالمانہ حکم کے نفاذ کے لئے کوئی قاضی اور ملازم بھی تیار نہیں تھا، لیکن خمینی کے اس خوں ریز رویہ کی بنا پر آج الجمہوریۃ الاسلامیہ ایران کا یہ عالم ہے کہ وہاں سب کے ارباب اور سستی کوئی چیز ہے تو وہ ہندوگان خدا کی بہانے ہیں۔ چشم دید شاہدین کا بیان ہے کہ پاسبانان انقلاب کے سپاہی بیگناہوں کے قتل کے بعد مرشد انقلاب خمینی کے بارگاہ میں حاضر ہو کر اس سفاکانہ عمل کی داد لیتے ہیں اور اس مجرمانہ حرکت پر اظہار مسرت کرتے ہیں۔

الحکومت الشوریہ کے رئیس محمد الکیلانی نے (جس کے فیصلے سے صرف تین ماہ کے اندر ہزاروں بچے، جوان، بوڑھے، مرد اور عورت موت کے غار میں پہنچا دیئے گئے) اس خوں ریزی سے تنگ آ کر خمینی کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ کمسن اور نابالغ قیدیوں کو جنھیں قتل کر دیا جاتا ہے، انھیں قتل کرنے کے بجائے دارالتربیت میں رکھ کر ان کی اس طرح تربیت کی جائے کہ وہ مخالف رہنے کے بجائے ہمارے موافق ہو جائیں تو زیادہ مناسب ہوگا اور بوڑھوں کے متعلق یہ تجویز پیش کی کہ انھیں قتل کے بجائے جیل میں پٹا رہنے دیا جائے، کچھ دنوں میں یہ خود اپنی موت مر جائیں گے۔

لیکن خمینی نے ان دونوں تجویزوں کو "قاتلوا ثمة الکفر" کہتے ہوئے رد کر دیا۔
ایران کا حال زار | اس دور خمینیت میں مطلق العنانی اور شورش پسندی کا یہ عالم ہے کہ ایران کا ہر باشندہ اس خوف سے ہر وقت ترساں و لرزاں رہتا ہے کہ خمینی کی غول بیابانی نہ جانے کب اس کے گھر پر دھاوا بول دے اور مال و اسباب کے ساتھ عزت و آبرو بھی لوٹ لے جائے۔

الہجاء الثوریہ (نفاذ شریعت کی مجلس) کے سپاہی راتوں کو بغیر کسی اطلاع کے شہریوں کے گھروں میں گھس جاتے ہیں اور ایک ایک کمرے کی تلاشی لیتے ہیں۔ اگر ان کے ہاتھ مطلب کی کوئی چیز نہیں آتی تو گھروالوں کو مجبور کرتے ہیں کہ ان کے سامنے نماز ادا کریں۔ اگر وہ ان میں سے کوئی ان کی مرضی کے مطابق نماز ادا نہیں کر پاتا تو اسے گرفتار کر کے الہجاء الثوریہ کے دفتر میں پہنچا دیتے ہیں جہاں انھیں فاسق قرار دیکر اس طرح کی سزائیں دی جاتی ہیں کہ ان کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

خمینی کے پوتے حسین کا بیان ہے کہ
کیا دنیا کی عدالتیں ان فیصلوں کی نظمیر پیش کر سکتی ہیں؟
 بندر عباس (ایران کا ایک شہر) کے قاضی نے خمینی کے مخالفوں کو مفسدین فی الارض "یہ مفسدین فی الارض" ملک کے امن و امان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں، لہذا (الف) انھیں گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔ (ب) ان کے تمام اموال منقولہ و غیر منقولہ ضبط کر لئے جائیں (ج) ان کے اقربا اور رشتہ داروں کے بھی جملہ اموال ضبط کر لئے جائیں (د) جو لوگ ان سے رابطہ اور تعلق رکھتے ہیں ان کی جائیداد

قرار دیکر ان کے بارے میں یہ فیصلہ صادر کیا جسے بلاتاخیر نافذ بھی کر دیا گیا۔

(۱) یہ "مفسدین فی الارض" ملک کے امن و امان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں، لہذا (الف) انھیں گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔ (ب) ان کے تمام اموال منقولہ و غیر منقولہ ضبط کر لئے جائیں (ج) ان کے اقربا اور رشتہ داروں کے بھی جملہ اموال ضبط کر لئے جائیں (د) جو لوگ ان سے رابطہ اور تعلق رکھتے ہیں ان کی جائیداد

بھی ضبط کر لی جائے۔

(۲) یہی حسین خمینیؒ راوی ہیں کہ کردیوں کی تحریک کا قلع قمع کرنے کی غرض

سے الملکۃ الشوریہ کے صدر انقلابی کی معیت میں ہم کردستان گئے، انقلابی نے وہاں

سیختے ہی یہ فیصلہ صادر کیا کہ جیل میں بند قیدیوں میں سے تیس کو فوراً قتل کر دیا جائے

حسین خمینی کا بیان ہے کہ اس فیصلہ کو سنکر میں نے انقلابی سے کہا۔ اتق اللہ

یا رجل کیف تقتل انا سالتو تعرف اسمائہو؟ کیف باعمالہو۔ انقلابی خدا سے

ڈرو تم ان لوگوں کو کیونکر قتل کر رہے ہو جن کا نام بھی تمہیں معلوم نہیں، ان کے جرائم

سے واقفیت تو دور کی بات ہے، یہ سنکر جلاوطنی نے جواب دیا۔ عام لوگوں کو

مرعوب کرنے کیلئے یہ اقدام ضروری ہے، پھر ہزار احتجاج و زاری کے بعد اس نے تیس کی

تعداد گھٹا کر دس کر دی اور یہ دس بے گناہ اپنے جرم بیگناہی کی سزا میں اسی وقت

قتل کر دئے گئے۔ ان مقتولین میں بعض کتب میں پڑھانے والی بچوں کی کتابیں

اور بعض تیرہ سال سے بھی کم عمر کے بچے شامل تھے۔

الملکۃ الشوریہ کے تین سالہ فیصلے ایک نظر میں

(۱) ابتدائے انقلاب سے ۱۹۸۳ء تک اس محکمہ نے ہم ہزار افراد کو قتل

کی سزا دی، ان مقتولین میں جوان، بوڑھے مرد اور عورت کے علاوہ ہزاروں کی تعداد

میں ایسے بچے اور بچیاں بھی ہیں جو سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچے تھے۔

(۲) تقریباً ۳۰ ہزار ایرانیوں کو قید و بند کی سزا سنائی۔

(۳) اس محکمہ نے مشکوک افراد کے قتل، حاملہ عورتوں کے رحم اور ریضوں میں بچوں

تک کی پھانسی کا حکم جاری کیا۔

(۴) ۵۵ ہزار افراد کے مال و اسباب اور جائداد کو بھی سرکار ضبط کر لئے جانے کا

کا حکم صادر کیا۔

(۵) یہ محکمہ جسے مجرم قرار دیتا ہے اسے صفائی کا موقع بھی نہیں دیا جاتا۔

(۶) اس محکمہ نے جن بدقسمتوں کی پھانسی کا حکم صادر کر دیا اس میں سے کسی ایک کو بھی اب تک معاف نہیں کیا گیا بلکہ

خمینی کی تائید | اور حد تو یہ ہے کہ ان خلاف شرع اور خلاف انسانیت ساز فیصلوں کو فقہیہ عادل برشد قوم، خمینی کی تصویب و تائید

حاصل ہے، اس سلسلے میں ایک انٹرویو کا اقتباس صورت حال کی وضاحت کے لئے کافی ہو گا یہ اٹلی کے اخبار نے خمینی سے ۱۹۷۹/۹/۲۶ء میں لیا تھا۔

صحابی! امام محترم اب تک آپ کی عدالت اسلامیہ کے سایہ میں چند گفتگوں کے اندر ہزاروں افراد قتل کر دیئے جاتے ہیں اور مجرمین کو اپنی صفائی کا موقع بھی نہیں دیا جاتا، کیا قتل و پھانسی کا یہ طریقہ درست ہے؟
خمینی:۔ یہ فیصلہ بالکل درست ہے، آپ مسافر لوگ ان کی حقیقت کو سمجھ نہیں پاتے، ہم نے انہیں پہلے سے گفتگو کی مہلت دے رکھی تھی لیکن فیصلہ کے بعد مزید گفتگو کی مہلت دینا بے فائدہ ہے اس لئے کہ اس صفائی کے نتیجے میں اگر ہم ان مجرمین کو چھوڑ دیں تو عوام انہیں قتل کر دیں گے۔

صحابی! چند ہفتہ پہلے ایک ۱۸ سالہ حاملہ عورت پر زنا کے الزام میں رجم کی سزا جاری کی گئی، کیا یہ فیصلہ شریعت اسلامیہ کے مطابق ہے۔

خمینی:۔ یہ ہمارے محکمہ عدالت پر جھوٹا الزام ہے، بھلا اندوے شریعت حاملہ کو کیسے رجم کیا جاسکتا ہے۔

صحافی۔ امام محترم اس واقعہ کو ایران سے شائع ہونے والے تمام اخباروں نے لکھا ہے اور ٹیلیویشن پر بھی اس عورت کے سنگسار کرنے کے منظر کو دکھایا گیا ہے۔

خمینی۔ اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو یہ عالمہ عورت اسی سزا کی مستحق تھی۔

جسارت کی انتہا | اس جسارت کو کیا کہا جائے کہ یہ ظالمین اپنے ان سفارتکاروں کی حرکتوں کو درست اور صحیح بتانے کی غرض سے حضرت

علی کرم اللہ وجہہ کے عمل کو بطور استدلال و استشہاد پیش کرتے ہیں اور پوری جسارت کے ساتھ کہتے ہیں، جس طرح ہمارے امام اول و صی رسول حضرت علی علیہ السلام نے اپنے مخالفین کو قتل کیا تھا ہم بھی انھیں کی پیروی میں یہ اقدام کر رہے ہیں (نحوذ باللہ من ہذہ العنقۃ)

حقیقت تو یہ ہے کہ پشگلز ہلا کو تیمور، ابن مقفع، ہلڑ موسلینی اور شالین کے پیروینہ ظالمین اپنی عاقبت برباد کرنے کے ساتھ اسلام اور تاریخ کی صورت مسخ کرنے کے درپے ہیں بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عادلانہ طرز عمل کو جن کا اسوہ خود شیعہ روایت کے مطابق یہ ہے کہ جنگ صفین کے موقع پر مقابلہ سے پہلے اپنے لشکر کو یہ ہدایات دیتے ہیں۔

(۱) جب تک وہ ابتداء نہ کریں تم انھیں ہرگز قتل نہ کرنا، بحمد اللہ تمہارے پاس حق پر ہونے کی حجت موجود ہے۔

(۲) تمہارا ان سے اپنے ہاتھ کو روک رکھنا اور ان کی طرف سے جنگ کی ابتداء ہونا تمہارے حق پر ہونے کی مزید دلیل بنے گا۔

(۳) جب حکم خدا سے تم غالب آ جاؤ تو پشت پھیر کر جنگ سے بھاگنے والوں

کو قتل نہ کرنا۔

(۴) لاپچاروں کو قتل نہ کرنا

(۵) زخمیوں کو قتل نہ کرنا

(۶) عورتوں کو اذیت نہ پہنچانا اگرچہ وہ تمہیں یا تمہارے بزرگوں و سرداروں کو گالی دیں۔

خمینی اور خمینی عدالت کے حکمران اپنے امام اول کی ان ہدایات سے اپنے ظالمانہ فیصلوں کا موازنہ کریں جن کی زد سے پردہ نشین عورتیں، زخموں سے نڈھال مجروحین اور نابالغ معصوم بچے بچیاں تک محفوظ و مامون نہیں ہیں۔

ہم خمینی اور ان کے حاشیہ برداروں سے پوچھتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا وہ "المحکمۃ الشوریہ" کہاں قائم تھا جس نے تین ماہ کی قلیل مدت میں تین ہزار بے گناہوں کو زندگی کے حق سے محروم اور تین سال میں ۴۰ ہزار انسانوں کے خون ناحق سے اپنے جبہ و دستار کو رنگین کیا ہو، حضرت علی کا وہ جیل خانہ کس مقام پر تھا جس میں تیس ہزار سیاسی قیدی موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھے، حضرت علی کے دو پاسداران کون لوگ تھے جو دن کی روشنی میں لوگوں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا کرتے تھے، حضرت علی نے قتل مسلمین کے لئے یہودیوں کی امداد و اعانت کس زمانہ میں کی تھی، ان سوالوں کے جوابات کے بغیر یہ استدلال محض ایک مغالطہ اور فریب ہوگا جو جاہل عوام کو گمراہ کرنے کیلئے پیش کیا گیا ہے

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گاشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر ہو پکارے گا آستیں کا

(۳) وَلَا تَكُونَنَّ عَلَيْهِمْ سَبْعًا زَا تَغْتَنُوا أَكْثَرَهُمْ (۴) النَّاسُ صَنَفَانِ أَمَّا أَحَدُكَ فِي الدِّينِ أَوْ نَظِيرَكَ فِي الْخَلْقِ يَفْرُطُ مِنْهُمْ الزَّلَلُ وَتَعْرِضُ لَهُمُ الْعُلَلُ وَيُوقِي عَلَى أَيْدِيهِمْ فِي الْعَهْدِ وَالْخَطَاءِ فَاعْطِهِمْ مِنْ عَفْوِكَ وَصَفْحِكَ مِثْلَ الَّذِي تَحِبُّ أَنْ يُعْطِيَكَ اللَّهُ مِنْ عَفْوِهِ وَصَفْحِهِ (۵) وَلَا تَسْتَدْ مِنْ عَلَى عَفْوِهِ وَلَا تَحْتَجِّنْ بِعَقُوبِهِ (۶) الْأَوَّلُ مَنْ ظَلَمَ عِبَادَ اللَّهِ كَانَ اللَّهُ خَصْمَهُ دُونَ عِبَادِهِ (۷) فَإِنَّ فِي النَّاسِ عِوَبًا الْوَالِي أَحَقُّ مِنْ سِتْرِهَا فَاسْتِرْ الْعَوْرَةَ مَا اسْتَطَعْتَ يَسْتِرْ اللَّهُ مِنْكَ مَا تَحِبُّ سِتْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ (۸) وَأَطْلِقْ عَنِ النَّاسِ عَقْدَةَ كُلِّ حَقْدٍ.

(۱) اپنے قلب کو رعایا کی محبت و رحمت سے معمور رکھو اور ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو (۲) رعایا کے لئے خود بخوار و زندے نہ بنو کہ ان کی خوراک کو قیمت سمجھنے لگو (۳) انسان دو طرح کے ہیں ایک تمھارے دینی بھائی اور دوسرے انسان ہونے میں تمھارے شریک ان سے نفرتیں، خطائیں اور جان بوجھ کر غلطیاں سرزد ہونگی تم ان کے ساتھ عفو اور درگزر کا معاملہ اسی طرح کرو جس طرح تم اپنی خطاؤں پر اللہ کے عفو اور درگزر کو پسند کرتے ہو (۴) عفو پر ندامت اور سزا پر فخر نہ کرو (۵) غور سے سنو، جو شخص اللہ کے بندوں پر ظلم کرتا ہے اللہ اپنے بندوں کے مقابلہ میں اس کا دشمن ہو جاتا ہے (۶) لوگوں میں عیوب ہوتے ہیں حاکم ان عیوب کی پردہ پوشی کا زیادہ مستحق ہے، لہذا لوگوں کی پردہ پوشی کرو، اللہ تمھارے ان عیوب کو چھپائے گا جنہیں تم اپنی رعایا سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو (۷) لوگوں سے کینہ کیٹ ... بالکل نہ رکھو۔

خمینی اور خمینی نواز پاکستانی دینی و سیاسی لیڈر کی ان

وصیتوں کو سامنے رکھ کر اپنے اعمال و احکام کا جائزہ لیں، کیا رحمت و محبت کے بجائے خمینی ایرانی قوم کے ساتھ جبر و تشدد کا سلوک نہیں کرتے، کیا خمینی کی غول بیابانی ریاستداران انقلاب (وحشی درندوں کی طرح لوگوں پر حملہ آور ہو کر ان کی زندگی بھرنے کی کمانی کو غنیمت سمجھ کر لوٹ نہیں لے جاتی، کیا ایک مثال بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ خمینی نے کسی مجرم کو معاف کیا ہو وہ انسانیت کا پاس کیا رکھیں گے خونی و دینی رشتہ کی بھی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہے، کیا خمینی اللہ کے بندوں پر ظلم کر کے اپنے آپ کو اللہ کی دشمنی کا مستحق نہیں بنا رہے ہیں، کیا لوگوں کے خفیہ عیوب کو طشت از بام کرنے کے لئے خمینی نے والدین کو اولاد کے اور اولاد کو والدین کے خلاف، شوہر کو بیوی اور بیوی کو شوہر کے خلاف اور پڑوسی کو پڑوسی کے خلاف جبری جاسوس نہیں بنا رکھا ہے، کیا خمینی کے سینے میں اپنے سیاسی و مذہبی مخالفین کے خلاف بغض و عداوت اور کینہ کی بھٹی دھک نہیں رہی ہے، غرضیکہ خمینی کا سارے کا سارا عمل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ان وصیتوں کے خلاف ہے پھر وہ کس منہ سے اپنے ان اعمال بد اور جرائم کی تصویب و تائید کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لیتے ہیں فواللہ لقد جاء شیعنا دا -

پاسداران انقلاب کے حیا سوز
والسانیت کش جرائم

الحکمۃ الثوریہ واللہجان الثوریہ کے مظالم اور
چیرہ دستیوں کے چند نمونے گذشتہ سطور
میں آپ کی نظر سے گزر چکے ہیں مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ خمینی کے میسرے اور سب سے فعال و متحرک محکمہ یعنی پاسداران
انقلاب کی وحشت ناک اور رسوائے عالم حرکتوں کا بھی مختصر طور پر تذکرہ کر دیا جائے
تاکہ قارئین کے سامنے انجمنیہ کا اصل چہرہ کھل کر آجائے جسے خمینی اور ان کے
آلہ کار اپنے پرفریڈ پر لکھنے والے جرم خود بخود بھول گئے ہیں۔

وحشیوں کا یہ گروہ جسے خمینی نے پاسداران انقلاب کے موقر خطاب سے نواز رکھا ہے، واقعہ یہ ہے کہ آج اس غول بیابانی کی طاغوتی حرکتوں سے ایران کا سنجیدہ طبقہ بلبلاتا ہوا ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ پاسداران انقلاب کی ہوسناکیوں سے ایران کی باعزت بیٹیوں کی عصمت و آبرو تک محفوظ نہیں ہے چنانچہ خود شیعہ مذہب کے الامام المجاہد الکبیر السید رضا الزنجانی نے ایک موقع پر روتے ہوئے بیان کیا کہ: آج کل ایران کی جیلوں میں جواتار کی اور درندگی پھیلی ہوئی ہے تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے، ان جیلوں کے نگراں پاسداران انقلاب مسلمان عورتوں کی جان لینے کے ساتھ ان کی عزت و عصمت لوٹنے سے بھی گریز نہیں کرتے، اور مصیبت یہ ہے کہ خمینی اس حیا سوز، انسانیت کش حرکت سے پوری طرح واقف ہیں مگر اسکے خلاف ایک حرف بھی زبان پر نہیں لاتے۔

(۱) ایک مقتول و مظلوم دوشیزہ کی داستان الم سے تو ایران کا بچہ بچہ واقف ہے جسے پاسداران انقلاب نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال رکھا تھا، اس ستم رسیدہ کے قتل کے بعد اس کا متر و کر سامان اسکے والدین کو واپس کیا گیا اس سامان میں ایک ایسی قمیص بھی تھی جس پر مقتولہ نے یہ لکھ رکھا تھا۔

یا ابتاہ ان حرم الشریعۃ تجادروا علی شرفی سبع مرات

دھا انا اساق الی الموت بلا جرم

اے ابا جان! پاسداران انقلاب کے سپاہیوں نے سات مرتبہ میری عزت

و عصمت کا خون کیا اور اب میں بغیر کسی جرم کے قتل گاہ میں بے معنی جا رہی ہوں۔

(۲) اس قسوت قلبی اور بے حیائی کو کیا نام دیا جائے کہ یہ پاسداران انقلاب ایران کی باعزت و عصمت آب بیٹیوں کی آبرو لوٹنے اور ان کے رشتہ معیات

کو منقطع کرنے کے بعد ان کے غمزہ والدین کے پاس آتے ہیں اور معمولی سی رقم جو سو سو روپے سے زائد نہیں ہوتی یہ کہتے ہوئے ان کی طرف پھینک دیتے ہیں کہ یہ تمھاری مقتدر بیٹی کی اجرت ہے، ہم نے جیل میں اس کے ساتھ متعہ کیا تھا کیونکہ اپنے بزرگوں سے ہم نے سن رکھا ہے کہ کنواری لڑکیاں جہنم میں نہیں جائیں گی، متعہ کر کے ہم نے اسے جہنم میں جانے کے قابل بنا دیا ہے۔

(۳) خجینیت کے پیروکاروں کی یہ حیا سوز و انسانیت کش حرکتیں جیلوں تک محدود نہیں ہیں، بلکہ یہ انسان نما عفریتوں کا گروہ ایران کی بہو بیٹیوں کو ان کے والدین اور رشتہ داروں کے پاس سے دن دھاڑے اچک لے جاتا ہے۔

اسی قسم کی ایک ستم رسیدہ دوشیزہ کی لڑہ خیز داستانِ مظلومیت ایران میں اس قدر مشہور ہے کہ ایران کی مجلس آج تک اس کی یاد سے اشکبار ہیں، تاریخ جو رستم کے اس انتہائی سخی خیز واقعہ کی تفصیلوں بیان کی جاتی ہے کہ پاساران انقلاب کے چار سپاہی ایک شخص کو گرفتار کرنے کی غرض سے اس کے گھر پہنچے، وہ شخص تو انھیں گھر میں نہیں ملا البتہ اس کی نوجوان بیٹی اور بیوی ان کے ہاتھ لگ گئیں ان چاروں ہوس پرست وحشیوں نے ماں کے روبرو بیٹی کی اجتماعی عصمت دری کی (انسانیت کی مظلومیت کا اس طرح کا دل گداز و روح فرسا منظر چشم فلک نے کیا دیکھا ہوگا؟) یہ عزت آبد دوشیزہ اپنی اس غیر معمولی بے حرمتی کو برداشت نہ کر سکی اور اس حد سے پاگل ہو گئی، جس کا علاج ایران کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی کرایا گیا مگر اس کے دل و دماغ اس وحشتناک بے آبروئی سے مآذیہ ہرچکے تھے علاج معالجہ سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا، بالآخر اس جنوبی کیفیت میں ایک دن اس نے ایک بلند مکان کی چھت سے اپنے آپ کو

نیچے گرایا، تاکہ اس کے دل و دماغ سے خمینی جہنم کی اذیت نایکوں کی یاد ہمیشہ کیلئے محو ہو جائے جس نے اسے پاگل بنادیا تھا۔

ایک انصاف پسند قاضی کا یلوس کرنا انجام | ایران کے شہر یزد کے ایک معزول قاضی نے خود اپنا واقعہ بیان کیا کہ

جس زمانہ میں وہ یزد میں منصب قضا پر فائز تھے ان کی عدالت میں پاسداران انقلاب کے ایک سپاہی کے خلاف یہ مقدمہ پیش ہوا کہ اس سپاہی نے فلاں شخص کے گھر پر اچانک حملہ کر کے مال و اسباب کے ساتھ مالک مکان کی بیوی کی عصمت بھی لوٹ لی جرم ثابت ہو جانے پر قاضی نے اس مجرم سپاہی کو پھانسی دیدی، اس فیصلہ کے خلاف پاسداران انقلاب نے زبردست مظاہرہ کیا۔ یہ مظاہرین اس مجرم سپاہی کے تابوت کو کاندھے پر اٹھائے یہ نعرہ لگا رہے تھے "اے برادر شہید! ہمراہ شہداء! اے شہید بھائی! ہم بھی تیرے ساتھ جان دیدینگے بالآخر قاضی کو اپنے فیصلہ کی سزا سے دوچار ہونا پڑا اور مظاہرہ کے دوسرے ہی دن خمینی نے منصب قضا سے انھیں معزول کر دیا کیونکہ خمینی کے خیال کے مطابق قاضی نے ایک محافظ اسلام سپاہی کی پھانسی کا حکم دے کر اسلام دشمنی کا ارتکاب کیا تھا اس عظیم جرم کی سزا معزولی سے کم کیا ہو سکتی تھی۔

یہ ہے نام نہاد "جمہوریۃ الاسلامیہ" کے نظام حکومت اور اس کی مجلس شوریٰ مجلس عدلیہ، اور مجلس تنفیذ کا مختصر تعارف جسے مرشد انقلاب، فقیہ عادل نائب امام الزماں خمینی رہبر کی سرپرستی و سربراہی کا شرف حاصل ہے اس حکومت کے بارے میں انقلاب سے پہلے خمینی لوگوں سے کہا کرتے تھے۔

ان الحکومة التي ندعو اليها حكومة لجمهورية اسلامية

قائمة على الديمقراطية والحرية والعدالة، وعندما

نقیم هذه الحكومة، سيشهد العالم ما هي - ہم جس حکومت کی دعوت دے رہے ہیں وہ جمہوری اسلامی حکومت ہے جو جمہوریت، آزادی اور عدالت کی بنیاد پر قائم ہوگی جس وقت اس حکومت کا نظام ہم قائم کریں گے دنیا دیکھ لے گی یہ کیسی حکومت ہے!

نعمین نے اس نظام حکومت کو قائم کر لیا اور دنیا ان کے بند بانگ و عموں کی حقیقت کو کھلی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے اور ایک صاحب جبہ و دستار بقول خود فقیہ عادل کے قول و عمل کے تضاد پر انگشت بدندان ہے خاصہ انگشت بدندان ہے اسے کیا لکھئے۔

الجمهورية الإسلامية ایران کے تین سالہ کارنامے

- ۱۔ مطلق العنانی، الا قانونیت، غارت گری اور حرام کاری کی گرم بازاری
- ۲۔ نابالغ بچوں، بچیوں اور اسی سال سے متجاوز قابل رحم بوڑھوں کا قتل
- ۳۔ سیاسی جماعتوں کا قتل وغیرہ کے ذریعہ صفایا۔
- ۴۔ مسلم اقلیت (سنی مسلمان) کا بے دریغ قتل۔
- ۵۔ ایران کی اقتصادیات کی تباہی
- ۶۔ المحاکم الشوریہ کا قیام جس نے سو منٹ میں سو افراد کو قتل کیا
- ۷۔ پانچ قسم کے جیلوں کا قیام جس میں قیدیوں کے بدن کو سگریٹ وغیرہ سے جلانا، ہاتھ پیر کے ناخن کھینچ لینا، انھیں بھوکا اور پیاسا رکھنا معمولی سزائیں ہیں۔

۸۔ اپنی خونیں پالیسی کے ذریعہ چالیس لاکھ ایرانیوں کو بالکل بیکار اور

معذور بنادینا جو اپنے خاندان پر ایک بوجھ بنے اور ذلت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

- ۹۔ چار لاکھ ایرانیوں کا قتل، (اس میں ۲۰ ہزار الحکمتہ الشوریہ کے ہاتھوں ۲۰ ہزار کردستان کی تحریک حقوق طلبی میں اور تین لاکھ ایران عراق جنگ میں مار گئے)
- ۱۰۔ جامعات اور یونیورسٹیوں کو غیر متعین مدت کے لئے مقفل کر کے ایران کی نئی نسل کو تعلیم و تربیت سے محروم کر دینا۔
- (تک عشرۃ کا لفظ، آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا)

ایران کی اس تباہی کا ذمہ دار کون | واقعہ یہ ہے کہ آج ایران جس کرب و بلا میں مبتلا ہے اس کی تمام ترمذی داری صرف اور صرف خمینی پر ہے، انہیں کی انانیت، خود پسندی، جب اقتدار، جذبہ انتقام اور انسانیت کش ذہنیت کے یہ لازمی نتائج ہیں جو ایران کی تباہی و بربادی کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ایران کے ایک فرد کو بھی یہ گمان نہیں تھا ایک ایسا شخص جو عمر کی آٹھ دہائیاں پوری کر چکا ہے، جبہ و دستار جس کا شعار ہے، زہد و تقویٰ جس کی مجلسوں کا موضوع سخن ہے، تفقہ فی الدین و اجتہاد کا مدعی عدل و قانون اور آزادی و جمہوریت کے قیام کا دعویدار ہے جب وہی کرسی اقتدار پر بیٹھے گا تو دین و اسلام کے نام سے ایسے ایسے ناقابل تصور جرائم کا مرتکب ہوگا، ظلم و زیادتی اور جبر و تشدد کا اس طرح بازار گرم کرے گا کہ روح انسانیت چیخ اٹھے گی اور ملک تباہی و بربادی کی آخری حدوں میں پہنچ جائے گا۔

خمینی اقتدار تو ہم سرتی کا نتیجہ | یہ انسان عجیب جامع تضاد مخلوق ہے عروج و کمال کی فضاؤں میں جست

لگتا ہے تو قدسی صفات ملا اعلیٰ کے فرشتے اس کی بلند پروازی کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتے ہیں، اور جب اپنے علم و فن اور صنعت گری کا مظاہرہ کرتا ہے تو بسیط کرۂ ارضی ایک سولہ کوارے کی شکل میں سمٹ کر اس کی گرفت میں آ جاتا ہے اور اپنی اولوالعزمیوں سے فضائے ناپیدا کنار سے گذر کر چاند اور ستاروں پر کنڈیں ڈالتا ہے، لیکن یہی انسان جب جہل و ظن کی وادیوں کا رخ کرتا ہے اور اپنے آپ کو اوہام و اساطیر کا پابند بنالیتا ہے تو اس کی پستی و گرواٹ بھی دیدنی ہوتی ہے کہ بارگاہِ خداوندی سے اشرف المخلوقات کی خلعت حاصل کرنے والا عظیم انسان ذلیل سے ذلیل تر اور خیس سے خیس تر چیزوں کے سامنے اپنی بلند و بالا پیشانی جھکا دیتا ہے، مینڈک اور کھجوا جیسے گھناؤ نے جانوروں اور حیوانات کے تجس و ناپاک فضلات تک کو اپنا معبود بنالینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا۔

اس لئے ایک خوشخوار، ظلم پیشہ، امن دشمن، انسانیت ہزار اور بدنام کنندہ اسلام پر فرقت اور جو اس باختمہ بوڑھے کو اگر کچھ توہم پرست اور عقل و تدبیر سے عاری لوگوں نے ذات لیس کشہ شئی کا مظہر، رسول خدا کا ہمسرا اور اپنا قائد و رہبر بنا لیا ہے تو اس پر کیا حیرت ہے؟ اس طرح کی گرا دٹ اور توہم پرستی کی شرمناک داستانوں سے تاریخ انسانیت کے اوراق ہر دور میں سیاہ ہوتے رہے ہیں۔

خمینیت اسلام کو بدنام کرنے کی ایک تحریک | خمینی اور خمینی نواز پوری جسد اور بیجائی کے ساتھ یہ اعلان

کرتے رہے ہیں کہ ان کا برباد کیا ہوا نظام اسلام کے عین مطابق ہے اور انھیں خطوط پر عمل پیرا ہے جو عبد رسول میں قائم کئے گئے تھے لیکن یہ خمینی کا ایسا جھوٹ ہے جو کسی ثبوت کا محتاج نہیں ہے۔ دراصل منہ منہ کی قیادت خمینی کر رہے

ہیں دین کا نام لے کر دین کو بدنام کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔
 (۱) خمینی اسلام کو بدنام کرنے کی غرض سے اسلام کا تعارف دنیا کے سامنے ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

۱۰۔ ان الاسلام بدأ بالدم ولا یصلح امره الا بالمزید من اراقۃ الدماء
 اسلام کی ابتدا خون ریزی سے ہوئی تھی اور کثرت خون ریزی کے بغیر اسلام کا نظام کار درست نہیں ہو سکتا۔

جب کہ اسلام دین رحمت و رافت اور قرآن کی تصریح کے مطابق ایک شخص کے قتل یا حق کے جرم کو پورے عالم کے قتل کے برابر قرار دیا گیا ہے اور قاتل کو ہمیشہ کی جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

(۲) خمینی اسلام کو بدنام کرنے کے لئے اپنے ہر جبر و استبداد کی نسبت اسلام کی جانب کر دیتے ہیں جبکہ اسلام استبداد کے برخلاف حکمت و موعظت کی تعلیم دیتا ہے۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة، وجاد لہم بالتی ہی احسن۔

(۳) خمینی اپنے مخالفین کے بارے میں کہتے ہیں ان خلولا المجرمین لا یحتاجون الی المحاكمة، ویبلغی ان ینالوا عقابہم فی الشارع والمکان الذی یلقی فیہ، ان مجرمین کے قتل کیلئے کسی فیصلہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ جہاں بھی مل جائیں خواہ راستے میں یا گھر میں، انہیں قتل کر دیا جائے اور اس خالص ظالمانہ حکم کو اسلامی حکم قرار دیتے ہیں جبکہ کتاب الہی میں ہے (۱) ان الله یامر بالعدل والاحسان (۲) واذا حکمتم بین الناس فاحکموا بالعدل۔ جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

(۴) خمینی کذب بیانی اور جھوٹے برائے کر رہے ہیں اور اسے اسلامی تعلیمات

کے عین مطابق قرار دیتے ہیں جبکہ رسول خدا نے کذب کو ہلاکت خیز قرار دیا ہے۔
والکذب یہلک (الحدیث)۔

(۵) خمینی تجسس اور جاسوسی کو اسلام کی سیاست بتاتے ہیں جب کہ خدا کا حکم ہے ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا۔ جاسوسی نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔

(۶) خمینی سب و شتم اور الزام تراشی کو اسلام کے منافی نہیں سمجھتے جبکہ قرآن میں ہے (۱) ولا تنابزوا باللقاب ایک دوسرے کا نام نہ بگاڑو (۲) ولا یغتب بعضکم بعضا۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

غرضیکہ خمینی اپنے ہر ناجائز اور کتاب و سنت کے خلاف عمل کو اسلامی عمل قرار دے کر دنیا کے سامنے اسلام کو بنام کرنے کی کوشش میں لگے ہیں، صیہونیت کی ہزار خمینیت کی تحریک کا یہی اصلی مقصد ہے اور اسی مقصد کو بروئے کار لانے کیلئے ایران میں یہ انقلاب برپا کیا گیا ہے۔ اس تحریک کا ایک حد تک اثر ایران میں ظاہر ہونے لگا ہے کہ اسلام کے نام پر خمینی کے ان جرائم اور مظالم کو دیکھ کر بہت سے وہ لوگ جو اس انقلاب سے پہلے اپنے مذہب و مسلک کے مطابق نماز روزہ کے پابند اور صلاح و تقویٰ سے مزین تھے نماز روزہ ہی نہیں دین کے تمام شعائر کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ تو خمینیت کے اس اسلام کو دیکھ کر اصل اسلام ہی سے مرتد ہو گئے ہیں (العیاذ باللہ)



ثورة الاسلاميّة والشيعة کی حقیقت

خمینی اور ان کے ہمنا ثورة اسلامية لاشيعة ولاسنية (اسلامی انقلاب
زدستی زشیعی) کا نعرہ جس قوت و شدت کے ساتھ بلند کر رہے ہیں اس سے عام طور
پر مسلمانوں کا ہر طبقہ واقف ہے، لیکن ایران کے واقعات و حالات یہ بتا رہے
ہیں کہ اسلامی انقلاب کا نعرہ فریب محض ہے، اور فی الواقع یہ ایک طاغوتی انقلاب
ہے جس کے آگے خدا کے دین کی کوئی وقعت ہے نہ خدا کے بندوں کے جان و مال
کی کوئی قیمت، گذشتہ سطور میں قائد انقلاب اور پاسداران انقلاب کے
وحشت ناک انسانیت کش جرائم اور اسلام دشمن اقدامات کی جو ہلکی سی تصویر
پیش کی گئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس طاغوتی انقلاب کی زد سے ایران کے
شیعہ محفوظ ہیں نہ سنی بلکہ جو بھی سامنے آتا ہے انقلاب کی سرکش موجیں اسے
بہا لے جاتی ہیں، لیکن اسی کے ساتھ بعض شواہد ایسے بھی ہیں جن سے یہ انداز ہوتا
ہے کہ سنی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے ایرانی مسلمان اس انقلاب کے بطور
خاص نشانہ بنے ہوئے ہیں، ذیل میں ایک رپورٹ پیش کی جا رہی ہے جس سے اس
اندازہ کی تائید و تصویب ہوتی ہے۔

تہران کی عالمی کانفرنس منعقدہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۲ء کی دعوت پر رورلڈ
اسلامک مشن کا ایک وفد کانفرنس میں شرکت کے لئے ایران گیا تھا اس وفد
نے ایران کے سفر سے واپسی کے بعد ایران میں کیا دیکھا کے عنوان سے
ایک رپورٹ اخبارات میں شائع کرائی تھی، ہفت روزہ نئی دنیا دہلی کے حوالہ

سے یہ رپورٹ ملاحظہ کیجئے۔

(۱) تہران میں پانچ لاکھ سنی مسلمان آباد ہیں مگر انہیں اپنی مسجد تعمیر کرنے کا ابھی تک اجازت نہیں ملی ہے، جب کہ عیسائیوں کے ۱۲ رگرجے، ہندوؤں کے دو مندر، یہودیوں کے دو کنیسے اور مجوسیوں کے دو آتشکدے موجود ہیں مگر سنی مسلمان کی ایک مسجد بھی نہیں ہے۔

(۲) شاہ کے زمانے میں عیدین کی نماز سنی مسلمان ایک پارک میں پڑھتے تھے، مگر اب عید کے دن مسلح افواج کا پہرہ بٹھا کر انہیں نماز عید سے بھی حکومت نے روک دیا ہے۔

(۳) جمعہ کی نماز سنی مسلمان مجبوراً تہران یونیورسٹی کے میدان میں شیعہ امام کے پیچھے پڑھتے ہیں، یا صرف پاکستانی سفارت خانہ میں جمعہ پڑھتے ہیں۔

(۴) سنی مسلمان اپنی مذہبی تبلیغ و اشاعت کے لئے نہ جلسہ کر سکتے ہیں نہ تنظیم بنا سکتے ہیں، پچھلے دنوں شوریٰ مرکزی اہل سنت کے نام پر ان کی تنظیم قائم ہوئی تھی، جس کے لیڈر مولانا عبدالعزیز فاضل دیوبند تھے مگر خمینی حکومت نے اسے خلاف قانون قرار دے دیا۔

(۵) مسلمانان اہل سنت اپنی مذہبی کتابیں نہیں چھاپ سکتے، شاہ کے زمانے میں پاکستان سے منگواتے تھے مگر خمینی حکومت نے اس پر بھی پابندی لگا دی ہے۔

(۶) ایران میں اہل سنت کی ۲۵ فیصد آبادی ہے لیکن نام نہاد جمہوری حکومت میں نہ ۲۰ ممبران پارلیمنٹ میں اہل سنت کی تعداد صرف

اور بے جب کہ آبادی کے تناسب سے تہائی سے زائد ۴۴ روپے
چاہئے۔

(۷) انتظامیہ اور عدلیہ میں اہل سنت کا وجود بالکل صفر کے برابر ہے
اہل سنت کا ایک نمائندہ بھی نہیں ہے۔

(۸) زایدان کے صوبہ میں ۹۵ فیصد سنی مسلمان ہیں مگر سرکاری
اسکولوں میں ۵۰۰ سو اساتذہ میں سے صرف ۳۴ سنی ہیں باقی سب
شیعہ بھرتی ہے تاکہ سنی بچوں کو شیعہ مذہب میں آسانی سے تبدیل
کیا جاسکے۔ سابق نصاب تعلیم بدل کر شیعہ عقائد پر نصاب
مقرر کیا گیا ہے۔



بَاب ۲

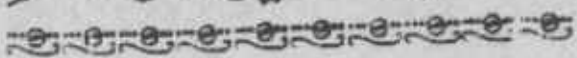
○ خمینی کا دینی منسلال

○ توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابہ کی قبیح حرکت

○ ولایت فقیہ کے عنوان کے اسلام میں بائیت کی گہرائی کی ناز و ابھی

○ اسلامی شعائر و عبادات میں تبدیلی اور انکی اہانت

مسئلہ امامت میں خمینی کا غلو



امامت کے متعلق جمہور مسلمین، سلف و خلف کی رائے کا حاصل یہ ہے کہ نصب امیر رسول خدا کی ذمہ داریوں میں شامل نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق مصالح عامہ سے ہے اور خود مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی جماعت میں شرعی ضابطہ کے مطابق کسی یا اختلا شخص کو اپنا امیر و امام منتخب کر لیں اور شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اس کی اتباع اور پیروی کریں، اسی شرعی دستور کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے انتخاب سے حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ رسول مقرر ہوئے اور میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تمام صحابہ امور شرعیہ میں ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنے اوپر لازم سمجھتے رہے ان کی وفات کے بعد اسی دستور کے مطابق حضرت فاروق اعظم، عثمان غنی اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین علی الترتیب خلیفہ و امیر منتخب ہوئے، یہ چاروں اصحاب رسول خلیفہ راشد ہیں اور ان کی خلافت، خلافت راشدہ ہے۔ ایک مخصوص طبقہ کے علاوہ جمہور امت کا یہی مذہب ہے، قرآن و سنت اور عمل صحابہ اسی مذہب کے مؤید ہیں تفصیل کے لئے ازالۃ الخفا عن خلافت الخلفاء، تحفۃ اثناعشریہ، اور کتب عقائد کا مطالعہ کیا جائے۔

عقل و نقل سے مؤید جمہور مسلمین کے نظریہ کے برخلاف خمینی اس باب میں اپنا عقیدہ یہ بیان کرتے ہیں۔

(۲) وکان تعیین خلیفۃ
من بعدہ عاملہ امتداد مکمل
لو سالتہ۔

اور اپنے بعد کیلئے خلیفہ کا متعین کر جانا
وہ عمل ہے جو آپ کے فریقہ رسالت کو مکمل
اور پورا کرنے والا ہے۔

چند سطر کے بعد اسی بات کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

بحیث يعتبر الرسول لو كان
تعيين الخليفة من بعده
غير مبلغ رسالته۔

اگر اپنے بعد کے لئے خلیفہ مقرر نہ کر جاتے
تو سمجھا جاتا کہ رسول نے فریضہ رسالت
کی تبلیغ نہیں کی۔

نعمتینی کو اپنے اس غلط اور خلاف توارث عقیدہ کے صرف بیان و اظہار پر اکتفا پسند نہیں ہے بلکہ اس عقیدہ کی دوسروں تک دعوت و تبلیغ کو بھی وہ ضروری سمجھتے ہیں، اس لئے اپنے ہم خیالوں کو ہدایت کرتے ہیں لوگوں پر ولایت کی حقیقت نافذ کر دو اور ان سے کہہ دو کہ ہم ولایت و امارت پر اعتقاد رکھتے ہیں اور ہمارا نظریہ ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ کے حکم سے اپنا خلیفہ نامزد فرمایا تھا۔

چنانچہ لکھتے ہیں۔

(۳) عرفوا الولاية للناس كما هي قولوا لهوانا نعتقد بالولاية و بان الرسول استخلف بامر الله ﷺ

تمام لوگوں کو امامت کی حقیقت سمجھا دو اور ان سے کہہ دو کہ ہم امت پر اعتقاد رکھتے ہیں اور اس بات پر بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ کے حکم سے اپنا خلیفہ نامزد کیا تھا۔

خمینی کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امر خداوندی کی مطابقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر حاکم و امیر مقرر فرمایا تھا، پھر امامت و ولایت کا یہ منصب ایک امام سے دوسرے امام تک منتقل ہوتا رہا۔ تا آنکہ بارہویں امام "مہدی منتظر" پر جا کر یہ سلسلہ ختم ہو گیا (یہ بارہویں امام یا پنج برس کی عمر میں غار سرمن رای میں جا کر چھپ سے تھے اور گیارہ صدیاں بیت گئیں مگر وہ چھپے کے چھپے ہیں)

خمینی کی اپنی عبارت یہ ہے۔

(۴) قد عين من بعده واليا على الناس امير المؤمنين واسلم الولاية من امام الى امام الى ان انتهي الاموال الحجة القاطنة

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے بعد کے لئے امیر المؤمنین علیؑ کو لوگوں پر والی نامزد کیا اور امامت کا یہ منصب ایک امام سے دوسرے امام کو سپرد ہوتا رہا یہاں تک کہ یہ سلسلہ الحجۃ القائم و امام غائب پر آ کر رک گیا۔

بغرض اختصار اس موقع پر انہیں چار حوالوں پر اکتفا کیا جا رہا ہے ورنہ

خمینی نے اس مسئلہ میں اپنی دوسری اور کتابوں میں بھی کلام کیا ہے بالخصوص کشف الاسرار میں۔ گفتار دوم، در امامت کے عنوان سے اس موضوع پر طویل بحث کی ہے، اور خاصاً زور صرف کیا ہے جس سے اس باب میں خمینی کے بیجا غلو کا اندازہ ہوتا ہے۔

خمینی کے اس عقیدہ پر ایک نظر | آئیے خمینی کے اس عقیدہ پر ایک اجمالی نظر ڈالتے ہیں اور دیکھیں کہ ان کا یہ عقیدہ کتاب و سنت سے کس حد تک مطابقت رکھتا ہے۔

قرآن مبین اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے جتنے اہم اور بنیادی عقائد ہیں مثلاً توحید، رسالت، آخرت وغیرہ انھیں کتاب و سنت میں بغیر کسی تعقید اور پیچیدگی کے صاف صاف، صریح اور واضح الفاظ میں اس قطعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ ان میں نہ کوئی اشتباہ ہے اور نہ کسی تاویل کی گنجائش اس کے برخلاف خمینی کے بیان کردہ مسئلہ امامت کو دیکھتے پورے قرآن اور سارے ذخیرہ حدیث میں آپ کو ایک آیت اور ایک صحیح حدیث بھی ایسی نہیں ملے گی جس میں صراحت و وضاحت کے ساتھ خمینی کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق اس عقیدہ کو بیان کیا گیا ہو، اس مسئلہ کی جانب کتاب و سنت کی یہ بے اعتنائی اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ خمینی کا یہ عقیدہ (جس پر بقول ان کے ذریعہ رسالت کی تکمیل موقوف تھی) خانہ ساز اور من گھڑت ہے، دین اسلام سے اسکا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔

علاوہ ازیں خمینی کا یہ نظریہ اس پہلو سے بھی یکسر اور قطعی باطل ہے کہ اسے تسلیم کر لینے کے بعد خلفائے ثلاثہ (صدیق اکبر فاروق اعظم عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین) کی وہ حیثیت اسکا مستحق ہو جاتی ہے جو خدا اور رسول کی بارگاہ سے

انہیں عطا کی گئی ہے اور یہ حضرات بجائے خلیفہ راشد کے امیر فاضل و نعوذ باللہ
 اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع اور فرمانبردار ہونے کے برخلاف انتہائی مخالف
 اور نافرمان ٹھہرتے ہیں کہ آپ کے دنیا سے پردہ فرماتے ہی آپ کے نامزد اور مقرر
 کردہ خلیفہ کو نظر انداز کر کے خود امام و خلیفہ بن بیٹھے، پھر دیگر تمام صحابہ کرام اور
 خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر بھی یہ الزام آئیگا کہ یہ حضرات متفقہ طور پر غیر مستحق
 اشخاص کی خلافت و امامت پر کونجو راضی ہو گئے اور زندگی بھر ان کی اطاعت و
 اطاعت اور تعریف و توصیف کیسے کرتے رہے، اور بات یہیں پر آ کر ختم نہیں ہو جاتی
 بلکہ اس مسودت میں لازمی طور پر یہ ماننا پڑے گا کہ جس معلم اخلاق و ہادی اعظم کو اللہ
 تعالیٰ نے دنیا میں اپنے بندوں کی ہدایت، تعلیم، تربیت اور تزکیہ کے لئے بھیجا
 تھا وہ اپنی تیس سالہ تمام عمر اور انتھک کوششوں کے باوجود چند افراد بھی
 ایسے تیار نہ کر سکا جو اس کے وکیل بن سکیں اور فرمانبردار ہوتے اور اس کے جاری
 کئے ہوئے نظام کو برقرار رکھتے، کیا اویان و مل کی تاریخ میں کسی مسلح اور رہنما
 کی ناکامی کی ایسی مثال مل سکتی ہے؟ وہ بات پہنچی ہے کہاں تک یہ سمجھ لیا معلوم۔

خمینی عقیدہ میں ائمہ کا مرتبہ

مسئلہ امامت کی تفصیل و تشریح میں جس طرح خمینی غلو کا شکار ہو کر
 کتاب و سنت کے جادہ مستقیم اور سواد اعظم کی شاہراہ سے الگ ہو کر
 بدعت و فضالت کی بھول بھلیوں میں پھنس گئے، اسی طرح ان مذکورہ بارہ
 اماموں کے مقام و مرتبہ کی تعیین میں اوہام و ساطیر کو اپنا رہنما بنا کر توحید و
 رسالت کے متعارف بنیادی اصول سے ہاتھ دھو بیٹھ کر اس زین و ضلال سے اللہ

ہم سب کی حفاظت فرمائے)

آئندہ سطور میں اپنے ائمہ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں خمینی کی تصریحات ملاحظہ کیجئے۔

ائمہ نوری مخلوق ہیں | خمینی اعتقاد میں یہ ائمہ خاکی نہیں بلکہ نوری مخلوق ہیں اور مقام و مرتبہ کے لحاظ سے

اس درجہ کے ہیں کہ ان کی علوشان انسانی علم کی گرفت سے باہر ہے۔ بس اللہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ کس مقام و مرتبہ کے مالک ہیں نیز اپنی پیدائش سے پہلے عرش کا احاطہ کئے ہوئے تھے۔

۱۱۔ و بموجباً لدنیان من
الروایات والاحادیث فان
الرسول الاعظم (ص) والائمة
رع) كانوا قبل هذا العالم
النواراً فجعلهم الله بعروشهم
محدثین وجعل لهم من
المنزلة والرفی ما لا یعلم الا الله یلع
ہمارے پاس موجود روایات و احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اعظم اور ائمہ عالم دنیا میں آنے سے پہلے انوار تھے پھر اللہ نے انہیں اپنے عرش کے گرد گرد کر دیا اور انہیں ایسا بلند مرتبہ مقام عطا فرمایا کہ اس کا علم بجز خدا کے کسی کو بھی نہیں ہے۔

پوری کائنات ان کے زیر تصرف ہے | خمینی کے نزدیک یہ ائمہ کائنات کے ذرہ ذرہ کے مالک ہیں اور عالم کا

ذرہ ذرہ ان کے اقتدار کے آگے سرنگوں ہے، خمینی کی اصل عبارت کے الفاظ یہ ہیں فان للامام مقام محمود و درجۃ سامیة و خلافة امام کو وہ اعلیٰ مقام، بلند درجہ اور تمکونی حکومت حاصل ہوئی ہے کہ کائنات کا ذرہ

تکوینیتہ تخضع لولاہما وسیلتہما
 ذرہ، ان کی سلطنت اور اقتدار کے آگے
 جیسے ذرات ہذا کون ہے۔
 سرنگوں پر ہے۔

ملائکہ اور انبیاء سے بھی بلند تر
 خمینی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب
 کا بنیادی یہ ہے کہ امر کا (۱۳)
 ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین سے بھی بلند و بالا تر ہے۔

(۳) — ومن ضروریات
 مذہبنا ان لا تمتنا مقاما
 لا یبلغہ ملک مقرب
 ولا نبی مرسل
 ہمارے مذہب کے بنیادی ضروریات
 ہے کہ ہمارے ائمہ مقام و مرتبہ کی جس
 بلندی پر فائز ہیں وہاں تک مقرب
 فرشتوں اور حضرات مرسلین کی بھی
 رسائی نہیں ہے

سہو و غفلت سے منزہ ہیں
 خمینی عقیدہ کے مطابق یہ ائمہ عصمت
 کے اس مقام پر ہیں کہ سہو و غفلت
 کا بھی گزر ان کے پاس نہیں ہوتا، چہ جائیکہ اثم و عصیان ان کے دامن عصمت
 کو داغدار بنا دے۔

(۴) — والاثمة الذین
 لا تصور فیہم السہو والغفلۃ
 ائمہ وہ (افوق الغفرت) ہستیاں
 ہیں کہ ان کے بارے میں سہو و غفلت
 کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

مثل قرآن ائمہ کے فرمان بھی واجب اتباع ہیں
 خمینی کا نظریہ ہے کہ کتاب الہی
 کی طرح ان کے ائمہ کے فرمان
 بھی واجب الاتباع ہیں یعنی ان کے ائمہ مفروض اطاعت ہیں ان کے حکم سے سرتابی

کسی بشر کیلئے جائز نہیں ہے، چنانچہ لکھتے ہیں۔

(۵) — ان تعالیم الاثمة
کتعالیہم القرآن لا تختص جیلاً
خاصاً وامنہما ہی تعالیم
للجیم فی کل عصر و معارفیوم
القیمة دیجب تنفیذہلواتباعہما
ائمہ کی تعلیمات قرآنی تعلیمات کی طرح
ہیں، وہ کسی خاص طبقہ کے ساتھ خاص نہیں
ہیں بلکہ وہ ہر زمانہ اور ہر علاقہ کے لوگوں
کیلئے ہیں اور تاقیامت ان کی تنفیذ اور
ان کی اتباع واجب ہے۔

خلاصہ کلام

اس بزرگ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حاصل کلام کے طور پر ائمہ سے متعلق
خمسینی عقائد کا خلاصہ تحریر کر دیا جائے تاکہ ناظرین ایک نظر میں اسے سمجھ لیں اور
پھر اسی ترتیب پر عقیدہ کا کتاب و سنت کی روشنی میں جائزہ لیا جائے۔

(۱)

ائمہ اس دنیا میں آنے سے پہلے نور تھے۔

(۲)

ائمہ کا اقتدار کائنات کے ذرہ ذرہ پر ہے۔

(۳)

ائمہ کا درجہ ملائکہ و انبیاء سے بھی بلند تر ہے۔

(۴)

ائمہ بھول چوک اور غفلت و نسیان سے بھی بری ہیں۔

(۵)

ائمہ کی اطاعت خدا و رسول کی اطاعت کی طرح فرض ہے۔

ان عقائد کا قرآنی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ
اب ترتیب وار ہر عقیدے
پر اجمالی نظر ڈالنے چاہئے تاکہ

معلوم ہو جائے کہ قرآن و سنت اور اسلامی تعلیمات سے یہ عقائد کس حد تک

مطابقت رکھتے ہیں۔

عقیدہ ۱۔ یہ عقیدہ قرآن مبین کی ان آیات کے صریح خلاف ہے۔

(۱) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ وَالْجِبَانِ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلِ مِنْ نَارِ السُّمُومِ وَالْجَوِّ اس سے پہلے آگ کی گرم ہوا سے۔ اور بنایا ہم نے آدمی کو کھنکھاتے سے

خالق کائنات نے ان دونوں آیتوں میں انسان اور جن کے مادہ تخلیق کو بیان فرمایا ہے کہ انسان تو سڑے ہوئے بدبودار گارے سے جو خشک ہو کر کھنکھاتے لگا تھا بنایا اور جن کو آگ کی گرم ہوا سے جسے ہمارے یہاں ٹوکیتے ہیں۔

تجاویز کریں کہ یہ انکے بھی انسان اور آدمی ہی ہیں اس لئے اپنے باپ آدم کی طرح ان کا مادہ تخلیق بھی ترابی ہے نہ کہ نوری۔

(۲) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَّةٍ مِنْ طِينٍ ه ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نَقْطَةً فِي تَرَارٍ مَكِينٍ ه ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْقَةَ عِلْقَةً فَخَلَقْنَا الْعِلْقَةَ مَضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمَضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَرَّكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ه

اور ہم نے بنایا آدمی کو چنی ہوئی سٹی سے پھر ہم نے رکھا اس کو پانی کی بوند کے ایک جے ہوئے ٹھکانے میں پھر بنایا اس بوند سے خون جما ہوا، پھر بنایا اس جے ہوئے خون سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر مینا یا ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کر کھڑا کیا، اس کو ایک نئی صورت میں ہو بڑی برکت اللہ کی ہے جو سب سے بہتر

بنانے والا ہے

(المومنون)

ان آیات میں آدمی کا مادہ تخلیق سے لے کر لحم مادر سے نکلتے تک

کے تمام اطوار اور کیفیات کو میان کر دیا گیا ہے جس سے صراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کا اصل مادہ ترابی ہے نوری نہیں ہے۔

(۳) الذی احسن کل شیء خلقه و بدأ خلق الانسان من طین شو جعل نسله من سلالة من ماء صلیح (البقرہ)

جس نے خوب بنائی جو چیز بنائی اور شروع کی انسان کی پیدائش ایک گارے سے پھر بنائی اس کی اولاد پھر ہوئے بے قدر پانی سے۔

اس آیت سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ انسان کا اصل مادہ مٹی ہے اس کے بعد قطرہ مٹی ہے، غرضیکہ پورے قرآن میں جہاں جہاں بھی انسان کی تخلیق کا بیان ہے وہاں یہی کہا گیا ہے کہ آدمی کو مٹی سے بنایا، اس لئے خمینی کا یہ کہنا کہ ان الائمة كانوا قبل هذا العالم انواراً۔ ائمہ اس دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے نور تھے، کتاب الہی کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے ان کا یہ عقیدہ اسلامی عقیدہ نہیں ہو سکتا،

عقیدہ ۲۔ اس عقیدہ کے ذریعہ خمینی نے اپنے اماموں کو خدائی کے مقام میں پہنچا دیا ہے، کیونکہ کائنات کے ذرے ذرے پر اقتدار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، اس عمومی اور مطلق اقتدار میں نہ کوئی فرشتہ شریک ہے اور نہ رسول اور نہ کوئی بشر خواہ اسے کوئی بھی نام دیدیا جائے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَهُ مَلَكُوتُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (الآیۃ)

زمین و آسمان کی حکومت صرف اسی کی ہے۔

ایک دوسری جگہ ہے۔

الاله الخلق و الامر (الآیۃ)

غور سے سن لو تمام مخلوقات اور سارے معاملات اسی کے قبضہ اختیار میں ہیں

ایک جگہ یوں فرمایا گیا

اللهم ملك الملوك توتى الملك
من تشاء وتنزع الملك متن
تشاء تعز من تشاء
وتذل من تشاء بيدك
الخير ابتك على كل
شئ قدير۔

اے معبود، اے سارے ملک کے مالک
آپ جسے چاہتے ہیں ملک عطا کرتے
ہیں، اور جسے چاہتے ہیں ملک چھین لیتے
ہیں، جسے چاہتے ہیں عزت سے نوازتے
ہیں اور جسے چاہتے ہیں ذلیل کر دیتے ہیں
آپ ہی کے قبضہ تصرف میں تمام بھلائیاں
لاور برائیاں، ہیں یقیناً آپ ہر چیز پر قدرت
رکھتے ہیں۔

ان آیات اور ان جیسی دوسری بہت سی آیات سے صاف طور پر ظاہر ہے
کہ صرف خدا تعالیٰ ہی کا اقتدار اور سلطنت پوری کائنات میں ہے، خدا سے
بندہ لاشریک نہ کی قدرت کاملہ اور تصرف عامہ میں کوئی شریک اور ساجھی نہیں ہے
ان صریح آیات کے بالمقابل خمینی کا اپنے اماموں کے بارے میں یہ
عقیدہ کائنات کا ذرہ ذرہ ان کے تابع فرمان اور ان کے اقتدار کے آگے سرنگوں
ہے، خالص شرکیہ عقیدہ ہے جس کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں ہے۔
عقیدہ ۵۔۔۔ خمینی کا یہ عقیدہ کتاب الہی، احادیث رسول، اجماع امت اور
خود ان کے ائمہ مثلاً (حضرت علی، حسن، حسین رضی اللہ عنہم) کے ارشادات کے صریح
خلاف ہے۔

(الف) خمینی کے اس عقیدے کا قرآن مبین کے مخالف ہونا روز روشن
کی طرح آشکارا ہے کیونکہ پورا قرآن اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ حضرات
انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین پورے عالم میں اللہ تعالیٰ کے منتخب
اور برگزیدہ بندے ہیں۔

کے قطعی خلاف ہے، سہو اور غفلت سے تو انبیاء علیہم السلام بھی محفوظ نہیں ہیں،
 خدائے عظیم و قدیر کا ارشاد ہے: "وَنَسِيَ آدَمُ وَلَوْ جَدُّهُ عَصَا. الْآيَةُ، اور آدم بھول
 گئے اور ہم نے ان کے اندر (عصیان) کا عزم و ارادہ نہیں پایا۔ اسی طرح دیگر انبیاء
 کے سہو و نسیان کا تذکرہ قرآن و سنت میں موجود ہے، اور تو اور خود سید المرسلین
 خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بھی سہو و نسیان سے بری نہیں تھے، کتب حدیث
 میں آپ کے سہو کا یہ واقعہ مذکور ہے کہ ایک مرتبہ آپ نماز کی امامت کر رہے تھے اور چار
 رکعت کی نماز میں آپ نے بھول کر دو ہی پر سلام پھیر دیا، ذوالیہدین نامی ایک
 صحابی نے عرض کیا، اقصرت الصلوۃ اور نسیت، کیا نماز میں کمی کر دی گئی یا آپ
 بھول گئے؟ آپ پر سہو کا اس وقت اس قدر غلبہ تھا کہ اس یاد دہانی پر بھی آپ
 کو یاد نہیں آیا کہ میں نے صرف دو ہی رکعت پڑھی ہے۔ اس لئے آپ نے حضرت
 ذوالیہدینؓ کی دونوں باتوں کی نفی فرمادی کہ نماز میں نہ تو منجانب اللہ کمی کی گئی
 ہے اور نہ بھولا ہی ہوں اس پر نماز میں شریک دیگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ذوالیہدینؓ کی تصدیق کی۔"

اس حدیث میں صاف طور پر ایک صحابی نسیان کی نسبت آپ کی
 جانب کر رہے ہیں، اور آپ اس نسبت پر انھیں یہ تلبیہ نہیں فرماتے کہ میں نسیان
 سے بری ہوں لہذا میری طرف اس کی نسبت صحیح نہیں، بلکہ غلبہ نسیان کی بنا پر ان کے
 قول کی تردید فرما رہے ہیں۔

اس واقعہ سے یہ بات بالکل کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم بھی سہو و نسیان سے بری نہیں تھے، تلاش و تتبع کے بعد اس قسم کے دیگر
 واقعات بھی کتب حدیث میں مل سکتے ہیں بغرض اختصار اس موقع پر اسی پر اکتفا
 کیا جا رہا ہے۔ درحقیقت سہو و غفلت سے ہماری ہر بات و ہر حرکت کی صفت

ہے جس میں کوئی مخلوق اللہ کی شریک نہیں، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ خمینی کا یہ عقیدہ شرک فی الصفت کو مستلزم ہے جس سے اسلام کا دامن قطعی طور پر پاک ہے، عقیدہ ۵۔ خمینی کا یہ عقیدہ بھی کتاب و سنت کی تصریحات کے منافی ہے، ملاحظہ ہوں درج ذیل آیات کریمہ۔

۱۱۔ اطیعوا اللہ والرسول اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی تاکہ لعنکم و ترجموں۔ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت میں صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور اسی اطاعت کو حصول رحمت کا سبب ٹھہرایا گیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ مفروض اطاعت صرف اللہ اور اس کے رسول ہی ہیں اور رسول کی اطاعت فی الحقیقت اللہ کی اطاعت ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ، اس لئے اصالتاً تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت فرض ہے اور اللہ کے حکم سے رسول خدا کی اطاعت بھی فرض ہوئی ہے

۱۲۔ تلت حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا۔ یہ حدیں باندھی ہوئی اللہ کی ہیں اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور رسول کے اس کو داخل کرے گا جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ رہیں گے اس میں۔

اس آیت میں دخول جنت کو صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر مشروط کیا گیا ہے، اگر بقول خمینی ان کے ائمہ بھی مفروض الطاعت ہوتے تو ان کی اطاعت کے بغیر جنت کیسے ملتی۔

۱۳۔ وان تطیعوا اللہ و اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی

رسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا۔ عمل (کے ثواب) میں کمی نہیں کریگا۔ اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے

اس آیت سے بھی صراحت کے ساتھ یہی ثابت ہوتا ہے کہ بندوں پر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد کسی تیسرے کی اطاعت فرض نہیں ہے کیونکہ ترک فرض کی صورت میں ثواب میں کمی ضروری ہے۔

الحاصل قرآن و سنت میں اس مسئلہ کو اس کثرت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام میں یہ امر بدیہیات کی طرح ثابت اور مسلم ہے اس لئے اس پر مزید گفتگو کی ضرورت نہیں ہے۔

ان تفصیلات سے ابھی طرح معلوم ہو گیا کہ اپنے ائمہ کے بارے میں خمینی کے یہ عقائد کتاب و سنت کی تصریحات اور جمہور امت کے توارث کے خلاف ہے علاوہ ازیں خمینی کے ان عقائد سے ان کے ائمہ کی جو صورت تشکیل پاتی ہے وہ امامت، رسالت اور الوہیت کے مجموعے سے مرکب معلوم ہوتی ہے، کیا اسلام میں کسی ایسی مہر العقول اور مافوق الفطرت مخلوق کی گنجائش ہے جو یک وقت ولایت، رسالت، الوہیت کے صفات سے مقصف ہو، حقیقت یہ ہے کہ اپنے ائمہ کے بارے میں خمینی کے یہ عقائد مسیحیت کے عقیدہ تثلیث سے شدید ہیں جس کا ابطال کتاب الہی کے مقاصد میں سے ایک اہم ترین مقصد ہے، اس لئے یہ عقائد نہ صرف باطل ہیں بلکہ ان کا قائل شریعت کی اصطلاح میں زندق ہے، چنانچہ امام ولی اللہ محدث دہلوی کا فر، منافق اور زندق میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ کی تحقیق

ان المخالف الدین الحق ان لم یحتف بہ ولم یزعہ لہ۔ دین حق کا مخالف اگر دین کا معترف نہیں اور نہ ظاہر و باطن اس پر یقین رکھتا ہے

لا ظاهراً ولا باطناً فهو كافر
وان اعترف بلسانه وقلبه
على الكفر فهو المنافق وان
اعترف به ظاهراً الكفر
يفسر بعض ما ثبت من
الدين ضرورة بخلاف
ما افتره الصحابة و
التابعون واجتمعت عليه
الامة فهو الزنديق كما اذا
اعترف بان القرآن حق وما
فيه من ذكر الجنة والنار
حق والمراد بالجنة الابتهاج
الذي يحصل بسبب الملكات
المحمودة والمراد بالنار هي النار
التي تحصل بسبب الملكات
المذمومة وليس في الخارج جنة
ولانار فهو الزنديق وكذلك من
قال الشيخين ابى بكر وعمر مثلاً
ليسا من اهل الجنة مع توان
الحديث في بشارتهما او قال ان
النبي صلى الله عليه وسلم

تو وہ کافر ہے اور اگر زبان سے تو اقرار
کرے لیکن اس کا دل منکر ہو تو وہ منافق
ہے اور اگر ظاہری طور پر دین کا اقرار و
اعتراف کرتا ہے لیکن ضروریات دین کی
ایسی تفسیر کرتا ہے جو صحابہ کرام تابعین
اور اجماع امت کی تفسیر کے خلاف
ہے تو وہ زندقہ ہے مثلاً معترف ہے کہ
قرآن برحق ہے اور اس میں مذکور جنت
وجہنم برحق ہیں لیکن جنت اس مسرت
ونخوشی کا نام ہے جو اخلاق حسنہ کے
سبب حاصل ہوتی ہے اور جہنم وہ
ندامت و شرمندگی ہے جو بری عادتوں
کی بنا پر حاصل ہوتی ہے خارج میں
جنت و جہنم کا وجود نہیں ہے تو اس
تفسیر کا کرنے والا زندقہ ہوگا، اسطرح
اگر کوئی کہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما
نہیں ہیں باوجودیکہ ان دونوں حضرات
کے جنتی ہونے کی بشارت میں احادیث
تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں یا اقرار کرے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
میں سے کسی کا مطلب یہ ہے کہ

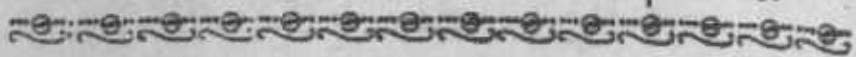
النبوۃ ولكن معنى هذا الكلام انه
لا يجوز ان يثبت بعدة احد نبى
واما معنى النبوة وهو يكون
الانسان مبعوثا من الله الى الخلق
مقتضى اطاعة معصوما من الذنوب
فهو موجود فى الامة بعد ذلك
وهو الزنديق وقد اتفق جماهير
امثاخرين من الحنفية والشافعية
على قتل من يجرى هذه
المجرى -

ان کے بعد کسی کو نبی کہنا جائز نہیں ہے
النبوة حقیقت نبوت یعنی کسی انسان
کا اللہ کی جانب سے مخلوق کی طرف
بھیجا جانا مقتضی اطاعت مہونا گناہوں
سے معصوم ہونا تو یہ صفات و خصوصیات
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اماموں کے
اندر موجود ہیں تو یہ کہنے والا زندقہ پر
اور متاخرین علمائے اخاف و شوافع
نے باتفاق اس طرح کے عقائد رکھنے
والے کے قتل کا فتویٰ دیا ہے۔

(المسوی ج ۲ ص ۱۳۰ مطبوعہ کتب خانہ رحیمہ سنہری مسجد دہلی)



انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی



خمینی کے وہ عقائد جو اپنے ائمہ کے بارے میں وہ کہتے ہیں ان کا لازمی نتیجہ ہے کہ خمینی اور ان کی اتباع اور پیروی کرنے والے حضرات انبیاء کے مقابلے میں ان ائمہ کو ترجیح و فضیلت دیں، نیز دین کی تبلیغ و اشاعت اور انسانیت کی اصلاح و تربیت کے سلسلے میں اللہ کے ان منتخب اور فرستادہ بندوں نے جو غیر العقول، انقلاب انگیز کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں، انہیں دنعوز باللہ بے حیثیت اور کم کر کے دکھائیں تاکہ ان کے ائمہ کی ضرورت و اہمیت کا جو اثر باقی رہے، چنانچہ خمینی نے اپنے امام غائب، ہمدی موعود، قائم الزمان کے جشن ولادت کے موقع پر ۱۵ اشعار میں ان کو اپنے بزرگواروں کو خطاب کرتے ہوئے کہا

لقد جاء الانبياء جميعا من اجل ارساء قواعد العدالة

في العالم لكنهم لم ينجحوا حتى النبي محمد خاتم

الانبياء الذي جاء لاصلاح البشرية، تنفيذ العدالة

وتربية البشر لم ينجح، في ذلك، وان الشخص الذي

سينجح في ذلك ويرمي قواعد العدالة في جميع

انحاء العالم في جميع مراتب الانسانية، الانسان

وتقويم الانحرافات هو المهدي المنتظر، فالامام

المهدي الذي ابقاه الله سبحانه وتعالى ذخرا من

اجل البشرية سيعمل على نشر العدالة في جميع
 انحاء العالم وسينجح فيما اخفق في تحقيقه الانبياء....
 انسى لا اتمكن من تسميته بالزعيم لانه اكبر و
 ارفع من ذلك ولا اتمكن من تسميته بالرجل الاول
 لانه لا يوجد احد بعده وليس له ثاب ولا لك
 كما استطع وصفه باى صلا وسوى المهدي المنتظر
 الموعود الخ

(ترجمہ) تمام انبیاء دنیا میں عدالت کے اصول کو ثابت و قائم کرنے کے لئے
 آئے لیکن یہ حضرات اپنے مقصدِ نبوت میں کامیاب نہ ہو سکے یہاں تک کہ قائم انبیاء
 بھی جو انسانیت کی اصلاح، عدالت کے نفاذ اور انسانوں کی تربیت کی غرض
 سے دنیا میں آئے وہ بھی اس مقصد میں کامیاب نہیں ہوئے یقیناً جو شخص اس
 مقصد میں حقرب لایا ہو گا وہ ہدی موعود میں پورے عالم میں عدالت کی
 بنیاد کو قائم اور انسان کی انسانیت و خصوصیات کو ثابت کر دیں گے نیز ماری
 دنیا کی کچی اور ٹیڑھے پن کو راست اور سیدھا کر دیں گے، امام ہدی جنہیں
 اللہ تعالیٰ نے بشریت کے واسطے ذخیرہ بنا کر باقی رکھا ہے، پورے عالم میں عدالت
 کی اشاعت اور اسے زندہ کرنے کی خدمت انجام دیں گے اور یقیناً اس کام میں
 کامیاب ہوں گے جس کو قائم و ثابت کرنے میں انبیاء ناما کام رہے تھے، ہم
 انہیں رئیس اور سردار نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس سے بالاتر ہیں، ہم انہیں
 راجہ اول اور پہلا آدمی بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کے بعد کوئی نہیں پایا جائیگا

یہ تخمینہ کنیڈہ تقریر ریڈیو تہران نے نشر کی تھی اور اسی کے حوالے سے اخبار الامام کی ریت
 نے ۱۶/۱۲/۱۹۸۰ء کو پوری تقریر شائع کر دی تھی۔
 www.jmmpak.tk

اور نہ ہی کوئی ان کا ثانی و مثیل انھیں جو سے یہودی منکر موجود کے علاوہ کسی اور
نقطے سے ہم ان کی تعریف و توصیف بیان کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔

حضرات انبیاء بالخصوص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس و معظم شان میں
خمینی کا یہ گستاخانہ آدمی کا بادی اعظم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بشریت کی اصلاح
عدل و انصاف کے قیام، اور انسانوں کی تربیت میں ناکام رہے، خدائے علیم و خیر
کے اس قول کے صریح معارض و مخالف ہے۔

اليوم اكملت لكو دينكو آج میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے تمہارے
دائمت علیہ کو نعمتی دین کو اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت
درضیت لكو الاسلام اور پسند کیا میں نے تمہارے لئے دین
دینا : اسلام کو۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد بعثت لائتم مكارم
الاخلاق۔ مجھے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اخلاق حسنہ اور عوامہ مادوں کی تکمیل کروں
— نیز جمہور اہل قبلہ کے متواتر عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔

پھر جس فرضی شخصیت کی اہمیت اور بالاتری کو ثابت کرنے کے لئے خمینی تمام
انبیاء کرام کی شان میں یہ گستاخی کر رہے ہیں گیارہ سو سال کی طویل مدت گزر جانے
کے باوجود اب تک اس کے وجود کو مستند اور قابل اعتماد تاریخی دلائل و شواہد
سے ثابت بھی نہیں کیا جاسکا ہے اور نہ قیامت تک ثابت کیا جاسکے گا، ایسی مہم
و معدوم و مفروض شخصیت کو اللہ تعالیٰ کے ان منتخب، مختار، مبارک بندوں
برفیلست دینے کا جرم آج تک کسی یہودی اور نصرانی نے بھی نہیں کیا ہے اور خمینی یاں
جبہ و دستار یاں آدمائے اسلام اس قبیح اور کفر خیز حرکت کا ارتکاب کر رہے ہیں
انہیں خمینی خود اپنے قابل، ال کلام اسلام کے اصل کلام پر شہادہ است

مخالف آیا تے از قرآن کریم کے حرف بحرف مصداق میں رجاہ کن را چاہ در پیش
 ایک اور گمراہ کن خطاب | خمینی نے اپنے امام الرضا کے جشن میلاد کے
 موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔

”انی متأسف لأمیرین، احدهما ان نظام الحکوم الاسلامی لم

ینجح منذ فجر الاسلام انی یومنا هذا..... وحسب

فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لویستقر۔“

مجھے دو باتوں کا افسوس ہے، ایک یہ کہ اسلامی نظام حکومت اسلام کے ابتدائی

دور سے اب تک مکمل طور پر کامیاب نہیں ہو سکا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

زمانے میں بھی حکومت اسلامی کا نظام پورے طور پر برپا نہ ہو سکا۔

اس کے بعد کہتے ہیں۔

”فوجد عصر سیدنا علی علیہ السلام ملیئاً بالحروب والجدال

والاضطرابات الداخلية وموتقات المنافقین لذلك لوینجح

علی علیہ السلام فی اقامة نظام الحکوم الذی کان یقصد کات

اور ہم سید علی علیہ السلام کے دور کو جنگ و جدال، داخلی انتشار اور منافقین کی سازش

بجسوں سے سمور پاتے ہیں اسی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام اپنے مقصد کے مطابق

نظام حکومت کو استوار نہ کر سکے

پھر کچھ آگے چل کر کہتے ہیں۔

”ان القرآن الیوم مستور وملفوف وان العلماء والمفکرین قد مشروحو

القرآن انی حد ما ومع ذلك لویکن ما کان ینبغی ان یکون

وتفاسیر القرآن الموجودة من البدایة الی وقتنا هذا لیست تفاسیر

بل هی تراجم بعد فہم القرآن وکذا الا ان بعض من تعتبر تفسیرا

کاملاً للقرآن :

قرآن آج بھی مستور اور چھپا ہوا ہے، علماء و مفکرین نے قرآن کی کسی قدر شرح کی ہے لیکن جیسی تفسیر و تشریح ہوئی چاہے تھی وہ نہ ہو سکی، ابتدا سے لیکر بارگزار زمانے تک کی قرآن کی جتنی تفسیریں پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب تفسیر نہیں بلکہ ترجمہ ہیں جن کا قرآن کسی حد تک تعلق ہے لیکن یہ تفسیریں قرآن کی مکمل تفسیر کہلانے کی مستحق نہیں ہیں آخر میں خمینی نے دوسری افسوس ناک بات کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

«الذی لم نجدہ الی الآن ہوا الانصاف الالہی۔ والذی لم یحصل الیہ الی یومنا ہذا۔ والآن وقد ہبنا اللہ النجاس بفضلہ وکرمہ نری باہر اعیننا ان الحکومتہ الایرانیۃ الالہیۃ صغیف تحالک الملوذات ضدہا»

آج تک جس چیز کو ہم نہیں پا رہے ہیں وہ الہی انصاف ہے یہی چیز ہمارے آج کے زمانے تک حاصل نہیں ہوئی اور اب جبکہ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں کامیابی نصیب فرمائی ہے تو ہم نہایت غور سے دیکھ رہے ہیں کہ یہ ایران کی حکومت ایسے اسکے خلاف سازشوں کو کس حد تک متاثر کرتی ہے۔

خلاصہ خطاب اور اسکے نتائج

- ① نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خمینی کے ائمہ عظام حکومت اسلامی کی تشکیل میں ناکام رہے۔

ملہ خمینی کی یہ تقریر مجلہ اسپاکٹ انٹرنیشنل لندن مورخہ ۲۴/۸/۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی تھی اور اسی کے حوالہ سے ہفت روزہ ایشیا لاہور نے ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ مطابق سترہ ستمبر ۱۹۸۲ء کو پوری تقریر اپنے تبصروں میں نقل کی ہے۔

(۲) آغاز اسلام سے لیکر آج تک قرآن کی تعلیمات مستور اور مخفی چلی آرہی ہیں

(۳) انسانیت انصاف الہی سے اب تک محروم چلی آرہی ہے۔

خمینی کی تقریر یا اس کے خلاصہ کو بغور پڑھ جائیے، پھر فیصلہ کیجئے؛ کیا یہ اسلام اور تاریخ اسلام کا یکسر انکار نہیں ہے؟ کیا خمینی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت کو ناکام اور اور آپ کی تعلیمات کو ناقص نہیں بتا رہے ہیں؟ کیا قرآنی تعلیمات کو وہ مستور و مخفی نہیں کہہ رہے ہیں؟ کیا خمینی کی ان باتوں کو تسلیم کر لینے کے بعد اسلام اور اس کی چودہ سو سالہ تعلیمات قابل اعتماد و لائق استناد سمجھتی ہیں؟ کیا خمینی کے ان اقوال سے یہ لازم نہیں آ رہا ہے کہ آغاز اسلام سے آج تک کے تمام علماء امت قرآنی علوم سے ناواقف ہیں؟ کیونکہ وہ علم تو ان پر مستور ہے۔ اسلام، ہادی اسلام، تاریخ اسلام اور علمائے اسلام کے متعلق یہ رائے رکھنے والا اسلام کا دشمن اور بدخواہ ہے یا دوست اور ہمدرد؟ اس کا فیصلہ خمینی کے ہم نوا اور انھیں اسلام کا قائد اور رہبر کہنے والے ہی کریں ہم تو اس موقع پر درج ذیل آیت کریمہ پر اپنی گفتگو ختم کر رہے ہیں۔

هو الذي ارسل رسولا بالهدى ودين الحق

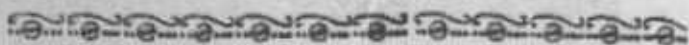
ليظهر على الدين كله لو كره المشركون

اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ

اس کو غلبہ دے ہر دین پر اگرچہ مشرکوں کو برا لگے،



صحابہ کرام خمینی عقیدہ میں



امامت کی بحث میں وضاحت کے ساتھ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ خمینی کے عقیدہ کے مطابق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے بعد کے لئے امام و خلیفہ کا مقرر کرنا واجب اور فرائض نبوت میں سے ہے اور اگر آپ اپنا خلیفہ نامزد کر جاتے تو (معاذ اللہ) آپ فریضہ رسالت میں کوتاہی کرنے والے ہوتے خمینی نے اپنی کتاب کشف الاستہار کے صفحہ ۱۳۰ پر یہ بھی لکھا ہے کہ اے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ستر یوم قبل حجۃ الوداع سے واپس لوٹتے ہوئے غدیر خم پر اس فریضہ کی تکمیل فرمائی اور اپنے بعد کے لئے اس موقع پر حاضر تمام صحابہ سے حضرت علیؑ کی ولایت و امامت پر بیعت لی، غدیر خم کی اس موضوع، خانہ ساز اور من گھڑت روایت کے پیش نظر حضرت علیؑ کی امامت و ولایت پر بیعت، کو تسلیم کر لینے کے بعد اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جب تمام صحابہ نے حضرت علیؑ کی امامت کے بارے میں آپ کے عہد و پیمان کو پس پشت ڈال کر حضرت صدیق اکبرؓ کو آپ کا خلیفہ و جانشین منتخب کر لیا تو (خاکم بدہن) سب نے رسول خدا کے ساتھ بے وفائی اور غداری کی بالخصوص خلفائے ثلاثہ یعنی صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے تو

بدعہدی کی انتہا کردی کہ حضرت علیؑ کو اس منصب سے بیدخل کر کے خود مسند خلافت پر قبضہ جمایا۔

نخینی کا یہی وہ تباہ کن نظریہ امامت ہے جس نے انھیں اصحاب رسول کی مقدس اور پاکیزہ جماعت کی تفسیق و تکفیر میں مبتلا کر کے خسر الدنیا و الآخرة کا مصداق بنا دیا ہے۔

خشت اول چوں نہ بد منہار کج
تاثر یا می رود دیوار کج

اس مختصر سی تمہید کے بعد تھوڑی دیر کے لئے دل پر پتھر رکھ کر قدسی صفات اصحاب رسول کی شان میں بزرگم خویش نائب امام الزماں قائد انقلاب ایران نخینی کی بہرہ سرائیوں کو بھی سن لیجئے اور پھر اس تناظر میں ان کے نعرہ فخر اسلامیہ لاسیت کو لاشیعہ کا جائزہ لیجئے۔

نخینی نے اپنی مشہور تصنیف "کشف الاسرار" میں "گفتار دوم۔ در امامت" کے عنوان سے مسئلہ امامت پر طویل بحث کی ہے۔ یہ ساری بحث درج ذیل سوال کے جواب میں ہے۔

۱۔ اگر امامت اصل چہارم از اصول مذہب است و اگر چنانچہ مفسرین گفتہ اند بیشتر آیات قرآن ناظر بامامت است چرا خدا جنیں اصل ہمہ را یک بار در قرآن صریح مگفت کہ ایں ہمہ نزاع و خونریزی بر سر ایں کار پیدا نہ شود؟

اگر اصول مذہب میں سے چوتھی اصل امامت ہے اور مفسرین کے کہنے کے مطابق اگر قرآن کی اکثر آیات سے امامت کا ثبوت ہوتا ہے تو اس اہم ترین اصل کا خدا نے قرآن میں ایک بار ہی سہی راحت کے ساتھ کیوں نہیں ذکر کر دیا تاکہ اس مسئلہ کو لے کر جو جھگڑے اور خونریزیاں

ہو رہی میں پیش نہ آتیں؟

خمینی نے اس سوال کے جوابات سے پہلے ایک طویل تمہید ذکر کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: خدائے جہاں نے جس کا ہر کام عقل کی مضبوط بنیاد پر قائم ہے اپنے رسول کو بھیج کر دین توحید اور بعد ازاں آہستہ آہستہ قانون خداوندی کے مطابق ایک حکومت عادلہ کی تعمیر و تکمیل کرائی، اور یہ عمارت مکمل ہو گئی تو عقل کا تقاضا یہی ہے کہ جس خدائے دین کی اس عمارت کی تعمیر و تکمیل کرائی وہی اس کی بقا کا بھی انتظام کرے اور اپنے پیغمبر کے ذریعہ اس کے بارے میں ہدایت دے، بالفرض اگر خدا ایسا نہ کرتا تو یہ تقاضائے عقل کے خلاف ہوتا اور وہ اس کا مستحق نہ ہوتا کہ ہم اسے معبود مان کر اس کی طاعت و عبادت کریں۔

اس خلاصہ کے بعد اب خمینی کے اپنے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

حضرت عثمان غنیؓ اور معاویہؓ کی شان میں زبان درازی

کہ بنائے مرتفع از خدا پرستی و عدالت و دینداری بنا کند و خود بخوبی آن بکوشد و نیز دین معاویہ و عثمان و ازیں قبیل چپا دلچسپی ہائے دیگر را ببرد و امارت و ہدایت ہم ایسے خدا کو جانتے اور اس کی پرستش کرتے ہیں جس کے سارے کام عقل کی بنیاد پر قائم ہیں اور عقل کے خلاف وہ کوئی کام نہیں کرتا نہ کہ ایسے خدا کی جو خدا پرستی عدالت اور دینداری کی بلند عمارت تیار کر کے خود اس کی دیوانی کے درپے ہو جائے اور بیزید معاویہ اور عثمان جیسے بد قماشوں کو امارت و حکومت سپرد کر دے۔

خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جن کے نکاح میں کیے بعد دیگرے رسول

خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں جن کے بارے میں اللہ کے پاک رسول
نے عزوہ تبوک کے موقع پر ان کی مالی نصرت سے خوش ہو کر فرمایا تھا۔ "ما ضرر
عثمان ما عمل بعد لیوۃ" آج کے بعد عثمان جو کام بھی کریں گے ان کے لئے ضرر نہ
ہوگا۔ اس معظّم و مغفور شخصیت کی شان میں خمینی کی یہ تبریازی (الحفیظ والا مان)
شیخین رضی اللہ عنہما پر بہتان تراشی | اسی تمہید میں آگے چل کر لکھتے ہیں
نیز اکسوں اباشیخین کا زعاریم و

مخالفتہائے آئینہ باقرآن و بازیمجہ قرار دادن احکام خدا و حلال و حرام کردن
از پیش خود دستہائے کربغا طرہ دخترین غیر و اولاد او کردن و جعل آئینہ بدستورات خدا
و احکام دین الہیہ

ابھی ہم شیخین سے کوئی سروکار نہیں رکھتے دیکھتے تعلق لگھوٹو گے ہوگی ورنہ انکی
قرآن پاک سے مخالفت، احکام خداوند کے ساتھ کھلواڑ کرنا اور اپنی جانب سے حلال
و حرام ٹھہرانا، دخترین غیر فاطمہ اور ان کی اولاد پر ان کے ظلم و ستم ادا احکام خدا سے
ان کی نادانیت اور (وغیرہ ایسے خلاف شرع امور کے ارتکاب کے باوجود کیا اللہ کو
عقل و شرع انھیں اولوالامر میں شامل کرنا اور اللہ کی طرف سے ان کی اطاعت
واجب ہونا کسی طرح سے صحیح ہو سکتا ہے؟)

اس طویل اور دل خراش تمہید کے بعد خمینی نے مذکورہ بالا سوال کے پانچ جوابات
لکھے ہیں جن میں سے تین آخر کے جوابوں میں صحابہ کرام باخصوص خلفائے ثلاثہ
(صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین) کو دل کھول کر اپنے لعن و
طعن کا نشانہ بنایا ہے۔

حضرات صحابہ و خلفائے ثلاثہ کی شان میں بخش کلامی

بالفرض اگر قرآن میں مراحتاً امام کا نام ذکر کر دیا جاتا تو اس سے یہ کیونکر سمجھ لیا گیا کہ مسئلہ امامت میں مسلمانوں میں باہمی اختلاف واقع نہ ہوتا، کیونکہ جن لوگوں نے ریاست کی طبع میں برسوں سے اپنے آپ کو دین پیغمبر سے چکار کھاتھا اور اسی مقصد کیلئے پارٹی بازی میں لگے تھے ان سے ممکن نہیں تھا کہ قرآن کے فرمان پر اپنے منصوبے سے دست بردار ہو جاتے (بلکہ ہر ممکن تدبیر کو کام میں لا کر اپنے مقصد کو حاصل کرتے بلکہ قرآن میں امام کی تعیین کی صورت میں شاید مسلمانوں میں ایسا خطرناک اختلاف رونما ہو جاتا جو اسلام کی بنیاد کے منہدم ہی پر ختم ہوتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جو لوگ حصول ریاست کے درپے تھے جب یہ دیکھتے کہ اسلام کے نام سے وہ مقصد تک نہیں پہنچ سکتے تو علانیہ اسلام کے خلاف پارٹی بنا لیتے۔

آں کہ فرض شد در قرآن اسم امام را ہم تعیین می کرد از کجا کہ خلاف بین مسلمانہا واقع نمی باشد آنہا کہ ساہا در طبع ریاست خود را بدیں پیغمبر چسپانہ بود و بدستہ بنیہامی کردند ممکن نہ بود بجفتہ قرآن از کار خود دست بردارند باہر حیلہ بود کار خود انجہام می دادند بلکہ شاید در ای صورت خلاف بین مسلمانہا طورے می شد کہ بانہدام اصل اسلام مبتہی می شد زیرا ممکن بود انہا کہ در صد ریاست بودند ہچوں دیدند کہ باسم اسلام نمی شود بہ مقصود برسند بکہرہ حزبے برضد اسلام تشکیل می دادند لہ

اور چوتھے جواب میں تحریر کرتے ہیں

اُن کہ ممکن ہو در صورتیکہ امام را در
قرآن ثبت می کردند آنہاں
کہ جز برائے دنیا و ریاست
با اسلام و قرآن سروکار نہ داشتند
و قرآن را وسیلہ اجرائے نیات
فاسدہ خود کردہ بودند اُن آیات
را از قرآن بردارند و کتاب
آسمانی را تحریف کنند

امام کا نام قرآن میں ذکر کر دینے کی صورت
میں میں ممکن تھا کہ وہ لوگ جو دنیا
اور اقتدار کے علاوہ اسلام و قرآن سے
کوئی سروکار نہیں رکھتے تھے اور قرآن کو اپنے
اغراض فاسدہ کے حصول کا ذریعہ بنا رکھا
تھا، ان آیات کو راجح میں امام کا نام
مذکور ہوتا، قرآن سے کمال دیتے اور کلام
الہی میں تحریف کر دیتے۔

اسکے بعد پانچواں جواب دیتے ہوئے یہ لکھتے ہیں

فرضاً کہ بیچ یک ازیں امور نمی
شد باز خلاف ازیں مسلمانہاں
برقی خواست زیرا کہ ممکن بود اُن
حزب ریاست خواہ کہ از کار
خود ممکن نہ بود دست بردارند
فوراً ایک حدیث ز پیغمبر اسلام
نسبت دہند کہ نزدیک
رحلت گفت امر شما بشورہ
باشد، علی ابن ابی
طالب را خدا از میں

بالفرض او پر مذکور امور میں سے اگر
ایک بھی پیش نہ آتا جب بھی اس
مسئلہ میں مسلمانوں کے باہمی نزاع کا
تصفیہ نہ ہو پاتا کیونکہ یہ اقتدار پسند
پارٹی جس کیلئے اپنے منصوبے سے
دست بردار ہو جانا ممکن نہ تھا فوراً اُن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب
کرتے ہوئے ایک حدیث گھڑ کر پیش کر دیتی
کہ آنحضرتؐ نے رحلت کے وقت فرمایا
تھا کہ تمہاری امارت کا مسئلہ باہمی

منصب خلع کر دے

مشورہ سے بڑے ہوگا علی ابن ابی طالب

کو خدا نے منصب امت سے معزول کر دیا ہے

اس کے بعد خمینی جی نے: مخالفت ہائے ابوبکر بانص قرآن: اور مخالفت عمر باقرآن: دو عنوان قائم کر کے صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا نام لے کر انہیں اپنے قلم کے تیر و نشتر کا ہدف بنایا ہے اور خوف آخرت سے بے نیاز ہو کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے، پھر آخر میں حدیث قرطاس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہاں تک لکھ گئے ہیں: "اے کلام یادہ کہ از اصل کفر و زندہ ظاہر شدہ مخالفت است بآیات از قرآن کریم:"

یہ موجودہ کلام جو کفر و زندہ کی بنا پر ظاہر ہوا ہے آیات کلام الہی کے مخالف ہے:

آگے چل کر اسی بات کو یوں لکھا ہے

"وچنانچہ از مراجعہ بکتابہائے حدیث و تاریخ معلوم می شود گوئندہ این سخن کفر

آئینہ عمر بن الخطاب بود یعنی دیگر از متابعت کر دیتے

پھر اپنی یہاں تک کی بحث کا خلاصہ: نتیجہ سخن ما دریں بارہ: کا عنوان

قائم کر کے لکھا ہے

ان تمام حوالوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مسلمانوں کے سامنے شیخین کا قرآن کی مخالفت کوئی اہم بات نہیں تھی۔ کیونکہ مسلمان بجز صحابہ یا تو خود ان کی پارٹی میں شامل تھے اور حصول اقتدار کے مقصد میں ان کے شریک کار تھے

از مجموعہ ایں مادہ ہ معلوم شد مخالفت کردن شیخین از قرآن در حضور مسلمانان یک امر خبیثہم نبود، و مسلمانان نیز با داخل در حزب خود انہا بودہ و در مقصود با انہا ہمراہ بودند و یا اگر ہمراہ نبودند

جرات حرف زد و در مقابل
 انہما کہ با پیغمبر خدا و دختر
 ادایں سلوک می کردند داشتند
 و یا اگر گاہے یکے از انہما
 یک حرف میزد و سخن او ارجح
 نمی گذاشتند و بعد کلام
 قرآن ہم ایں امر با صراحت
 باز آن دوست از مقصود
 خود بر نمی داشتند و ترک
 ریاست برائے گفتہ
 خدا نمی کردند منتہا چون
 ابو بکر ظاہر سازیش پیشتر بود
 بایک حدیث ساختگی
 کار را تمام می کرد چنانچہ
 راجع بآیات ارث دیدید
 و از عمر استبعادے
 نداشت کہ آخر امر بگوید خدا
 یا جبرئیل یا پیغمبر در فرستادن
 یا آوردن ایں آیتہ اشتباہ
 کردند و مجبور شدند کہ

یا اگر ان کے شریک اور ہم نوا نہیں تھے
 تو ایسے ستم پیشہ افراد کے مقابلہ میں جو
 خود رسول خدا اور آپ کی نحت بکر فاعلم
 کے ساتھ ظالمانہ سلوک کر چکے تھے ایک
 حرف بھی زبان پر لانے کی جرات نہیں
 رکھتے تھے یا اگر کبھی بہت کر کے کسی نے
 کچھ کہہ بھی دیا تو یہ (شعین) اس کی بالکل
 پرواہ نہیں کرتے تھے حاصل کلام یہ کہ
 اگر قرآن میں بحیثیت امام کے حضرت
 علی کے نام کی مراحت کر دی گئی ہوتی جب
 بھی یہ لوگ اپنے منصوبے سے دست بردار
 نہ ہوتے اور خدا کے کہنے سے ریاست طلبی
 سے باز نہ آتے اور ابو بکر انھوں نے پہلے ہی
 سے خفیہ منصوبہ تیار کر رکھا تھا ایک حدیث
 گھڑ کے پیش کر دیتے اور معاملے کو ختم
 کر دیتے جیسا کہ آیت وراثت کے بارے
 میں انھوں نے کیا اور عمر سے بھی یہ بعید
 نہ تھا کہ وہ یہ کہہ کر معاملہ ختم کر دیتے کہ یا تو
 خدا سے اس آیت کے نازل کرنے میں یا
 جبرئیل یا رسول خدا سے اسکی تبلیغ میں
 غلطی ہو گئی اس وقت سنی لوگ بھی

سنیاں نیز از جائے برمی خاستند
 و متابعت اورا می کردند، چنانچہ
 در این ہمہ تغیرات کہ در دین اسلام
 وارد متابعت ازو کردند بقول اورا
 آیات قرآنی و کلمات پیغمبر اسلام مقدم داشتند
 ان کی تائید میں کھڑے ہو جاتے اور خدا
 کے مقابلے میں انھیں کی بات مانتے جیسا
 کہ عمر کی ان ساری تبدیلیوں کے بارے
 میں جو انھوں نے قرآن و سنت میں کی
 میں سنیوں کا بھی رویہ ہے۔

اس طویل عبارت کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما
 صحابہ کرام کی موجودگی میں دین اسلام کو مسخ کرتے رہے مگر کسی صحابی نے ان کے
 اس عمل پر نکیر نہیں کی کیونکہ یہ تمام صحابہ یا تو حضرات شیخین کے ہم نوا تھے یا ان کے
 ظلم و تشدد سے مخالف تھے، اور اگر کبھی کسی نے جرأت و ہمت کر کے کوئی بات کہہ
 بھی دی تو شیخین نے اسے درخور اعتنا نہیں سمجھا اس لئے اگر حضرت علی کا نام
 بحیثیت امام و وصی رسول کے قرآن میں صراحت کے ساتھ ذکر کر دیا جاتا تو یہ لوگ
 اسے ضرور حذف کر دیتے، اور اگر حذف نہ بھی کرتے تو اس کے مقابلے میں کوئی حدیث
 لکھ کر پیش کر دیتے، یا یہ کہہ دیتے کہ اس آیت کے نازل کرنے میں خدا سے غلطی ہو گئی
 ہے یا اس کی تبلیغ میں جبریل یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھول چوک ہو گیا ہے
 ان وجوہ سے حضرت علی کی امامت کا تذکرہ صراحت کے ساتھ قرآن میں نہیں کیا گیا،
 یہ ہے خمینی کے نزدیک حضرات شیخین اور تمام اصحاب رسول کی سیرت
 اور کردار کیا خمینی کی ان ہفتوات کو تسلیم کر لینے کے بعد قرآن و حدیث پر امت
 کا جو اعتماد ہے وہ برقرار رہ سکتا ہے؟

خمینی اسی بحث امامت میں آگے چل کر امام کے تقرر اور اسکے اوصاف
 پر گفتگو کرتے ہوئے حضرات شیخین اور دیگر صحابہ کی پاکیزہ سیرت پر ان الفاظ

میں کیچڑ اچھا لایا ہے۔

ہر قانون گزار، قانون کو دنیا میں جاری کرنے اور عمل کرنے کے لئے چھوڑ کر جاتا ہے نہ کہ صرف لکھنے اور پڑھنے کے لئے اور لازمی طور پر معلوم ہے کہ دینی قوانین اور خدائی احکامات صرف رسول خدا کے زمانے ہی کے لئے نہیں تھے بلکہ آپ کے بعد بھی ان قوانین کا اجرا مطلوب ہے۔ جیسا کہ واضح ہے اور ہم بعد میں اسے ثابت بھی کریں گے ایسی صورت میں ضروری ہے کہ رسول خدا کے بعد کے لئے خدا کے دو جہاں ان قوانین کو جاری و نافذ کرنے کیلئے ایسے شخص کو متعین کرے جو جو خدا اور رسول خدا کے ایک ایک زمان کو بلا کم و کاست جانتا ہو اور خدا کے قانون کے جاری کرنے میں خطا کار، خائن چھوٹا ظلم پیشہ، مفاد پرست، لالچی، اقتدار پرست نہ ہو اور نہ خود احکام خداوندی کی مخالفت کرے اور نہ کسی کو مخالفت کرنے دے، خدا اور دین کے راستے میں اپنے مفاد اور اپنی ذات کو ترجیح نہ دے، اور ان

ہر قانون گزارے در عالم قانون را برائے جسیان و عمل کردن می گذارد و نہ برائے نوشتن و گفتن، تا چار جسیان قانون با و احکام خدائی فقط مختص بزمان خود پیغمبر نہ بودہ پس از وہم بایستی آن قانونہا جسیان داشتہ باشد چنانکہ و انصحت و واپس از میں ثابت می کنیم تا چار دریں صورت یا کسی را خدا کے عالم تعین کند کہ گفتہ او و پیغمبر اورا یکاں یکاں بے کم و کاست بداند و در جریان انداختن قانونہاے خدائی نہ خطا کار و غلط انداز باشد و نہ خیانت کار و دروغ پرداز و ستمگار و نفس طلب و طماع و نہ ریاست خواہ و جاہ پرست باشد و نہ خود از قانون تخلف کند و در مرد را بتخلف روا دارد و نہ در راہ دین و خدا از خود

و منافع خود در پیکر کند و این معنی
امامت و دارای ایں اوصاف امام و در تمام
امت بشہادت تاریخ معبرہ و اخبار متواترہ از
سنی و شیعہ غیر از علی بن ابی طالب بعد از پیغمبر
کسی چنین اوصاف را نداشت ۔

خمینی نے "غیر از علی بن ابی طالب" پر حسب ذیل حاشیہ بھی لکھا ہے۔
"پیش ازین شہد از منہ لفظائے ابو بکر و عمر را با قرآن آوردیم ہر کس بیشتر فرماید
بفصول المہمہ رجوع کند علیہ"

اس سے قبل ابو بکر و عمر کی مخالفت قرآن کا مختصر تذکرہ میں کر چکا ہوں جو شخص
اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہے ۔ وہ فصول المہمہ کی طرف رجوع کرے

خمینی اپنی اس طویل عبارت میں بتا رہے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علاوہ
پوری جماعت صحابہ خدا و رسول خدا کی تعلیمات سے نا آشنا خطا کار غلط انداز
فائن، دروغ گو، ظلم پیشہ، مفاد پرست، لالچی، اقتدار پسند، ہمارے پرست،
خدا اور خدا کے دین کے مقابلے میں اپنی ذات اور اپنے نفع کو ترجیح دینے والی
تھی ۔ ذرا سوچئے تو خمینی کی اس بیان کردہ فہستہ میں وہ کون سی اخلاقی
خرابی باقی رہ گئی ہے جو صحابہ جیسی مقدس جماعت کے سر مشدھی نہیں گئی ہے۔

خمینی نے یہ نقشہ اس جماعت کا پیش کیا ہے جس نے براہ راست صاحب
خلقِ عظیم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے زانوئے ملنے کی بجائے اور جس کی تعلیم و
تربیت اس معلم اخلاق کی زیر نگرانی تکمیل کو پہنچی ہے جو دنیا میں اپنی تشریف آوری
کا مقصد ہی یہ بیان کرتا ہے۔ "بعثتکم لکم مکارم الاخلاق"۔ میں اخلاقِ حسنہ

کی تکمیل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ کیا تلامذہ کی اس اخلاقی پستی گراوٹ کا الزام (خاکم بدین) خود استاذ کی محترم و معصوم ذات پر نہیں آئیگا؟ کیا پوری جماعت صحابہ کے علم و اخلاق کی زبوں حالی کا یہ لازمی نتیجہ نہ ہوگا کہ بادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقصد بعثت کو پورا نہیں کر سکے اور اس دنیا سے ناکام گئے؟ استغفر اللہ استغفر اللہ۔

حقیقت یہ ہے کہ حمینی اپنی ان ہرزہ سرائیوں کے ذریعہ نہ صرف جماعت صحابہ کو بے وقعت بنانا چاہتے ہیں بلکہ خود قہر رسالت کو منہدم کرنے کے درپے ہیں تاکہ اس کے بار پر خمیت کی منحوس عمارت کھڑی کر سکیں۔

حضرت معاویہؓ و انکی حکومت پر سیدھا حملہ صحابی رسول، کاتب وحی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خمینی عام دنیاوی حکمرانوں کا درجہ دینے کیلئے بھی تیار نہیں ہیں اور نہ ان کی حکومت کو کسی بھی حیثیت سے اسلامی حکومت سمجھتے ہیں چنانچہ ان کی حکومت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ولم تكن حكومة معاوية
تمثل الحكومة الإسلامية
او تشبهها من قريب ولا من بعيد. ۱۷

معاویہ کی حکومت اسلامی حکومت کے
ساتھ نہ قریب کی مشابہت و مماثلت
رکھتی تھی اور نہ بعید کی۔

اور خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ومعاوية تأس قوم، اربعين
عاما ولكن لم يکسب لنفسه
سوى لعة الدنيا وعذاب الآخرة. ۱۸

معاویہ نے اپنی قوم پر چالیس سال
حکومت کی لیکن اپنے لئے دنیا کی نعمت
اور آخرت کے عذاب کے سوا کچھ نہ حاصل کیا

خمینی کی یہ جسارت قلم اس صحابی رسول اور کاتب وحی ربانی کی شان میں ہے جس کے واسطے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعامہ فرمائی ہے۔

اللّٰهُمَّ عَلِّمْ مَعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَوَقِّمِ الْعَذَابَ
اے اللہ معاویہ کو حساب و کتاب کا علم عطا فرما اور انہیں عذاب محفوظ رکھ
اور جس کی حکومت کے بارے میں خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ فیصلہ ہے۔

ایہا الناس! لا تکتروا امرأۃ معاویۃ فانکم لو فقدتموه

اے لوگو معاویہ کی حکومت کو ناپسند مت کرو کیونکہ اگر تم نے انہیں

کھو دیا تو دیکھو گے کہ سر اپنے شانوں سے اس طرح کٹ کٹ کر گریں گے

جس طرح حنظل کا پھل اپنے دخت سے ٹوٹ کر گرتا ہے۔

ایرانی فوج کا جذبہ قربانی
صحابہ سے بڑھا ہوا ہے

خمینی اپنے جمعہ کے خطبہ میں ایران عراق
جنگ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ
شوق شہادت میں ایرانیوں نے

جتنی قربانیاں پیش کی ہیں اس کی کوئی مثال نہیں ہے عراق کے

ساتھ لڑائی میں ایرانی افواج نے ایسی بے مثال قربانیاں دی ہیں

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صحابہ نے بھی ایسی قربانی پیش نہیں

کی کیونکہ کفار کے ساتھ لڑائی میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

رفقار کو بلاتے تو وہ جیلے بہانے کرتے تھے جبکہ میری افواج اشارہ

ابرو پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتی ہے یہ

خلاصہ کلام

ناظرین کی سہولت کی غرض سے خمینی کی مندرجہ بالا عبارتوں کا خلاصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

① شیخین (صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما) دیدہ و دانستہ قرآن کی مخالفت کرتے تھے، اور یہ ان کے نزدیک ایک معمولی کام تھا۔ احکام خداوندی سے کھلواڑ کرتے تھے۔

② تحلیل و تحریم (حرام اور حلال کرنے کا کام) کا اختیار اپنے ہاتھوں میں رکھا تھا یہ دونوں احکام خداوندی سے بھی اچھی طرح واقف نہیں تھے۔

③ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت جگر فاطمہ زہرا اور ان کی اولاد پر طرح طرح کے ظلم و ستم کئے۔

④ یہ سچے دل سے ایمان نہیں لائے تھے محض حکومت کی ہوس میں انھوں نے ظاہری طور پر اسلام کو قبول کر لیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے آپ کو چپکار رکھا تھا۔

⑤ اسلامی حکومت پر اپنا تسلط قائم کرنے کی غرض سے یہ شروع ہی سے سازش میں لگے رہتے تھے اور اس مقصد کے لئے ایک الگ سے پارٹی بنا رکھی تھی۔

⑧ بالفرض اگر اللہ تعالیٰ قرآن میں حضرت علی کی خلافت و امامت کی تصریح بھی کر دیتے جب بھی یہ اپنے منصوبہ سے باز نہ آتے اور خدائی فرمان سے بے نیاز ہو کر اپنے مقصد برآری کے لئے ہر طرح کا داؤ بیچ کام میں لاتے

- ⑨ اگر اپنے مقصد کیلئے انھیں قرآن میں تحریف کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو یہ حرکت بھی کر گزرتے۔
- ⑩ اپنے مقصد کو پورا کرنے کیلئے اگر انھیں حدیث گھڑنے کی ضرورت پڑتی تو یہ بھی کر لیتے چنانچہ حضرت فاطمہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے محروم کرنے کے لئے ابو بکر نے ایسا ہی کیا تھا۔
- ⑪ اگر حضرت علی کی ولایت پر مباحث کے ساتھ کوئی آیت نازل ہو جاتی تو یہ کہہ دیتے کہ اس آیت کے نازل کرنے میں خدا سے غلطی ہو گئی ہے یا اس کی تبلیغ میں جبریل یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چوک گئے ہیں، عمر تو انہی سے زندقہ کا فریقہ (نعوذ باللہ استغفر اللہ)
- ⑫ شیخین اور ان کی پارٹی کے افراد کو اگر یہ اندازہ ہو جاتا کہ اسلام سے وابستہ رہتے ہوئے اسلامی اقتدار پر ان کا تسلط ممکن نہیں تو اعلانیہ طور پر اسلام سے اپنا رشتہ توڑ دیتے اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہو جاتے
- ⑬ عثمان غنی تو چار پچی و ظالم و مجرم تھے حضرت معاویہ کا حال بھی یہی ہے
- ⑭ عام صحابہ یا توفیقین کی خفیہ پارٹی میں شریک تھے یا اس قدر بزدل اور ڈرپوک تھے کہ ان کے خلاف ایک حرف بھی زبان پر نہیں لاسکتے تھے۔
- ⑮ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام صحابہ خدا و رسول کی تعلیمات سے ناواقف، خطا کار، خائن، دروغ پرداز، ظلم پیشہ، مفاد پرست اور خدا و دین خدا کے مقابلے میں اپنے مفاد کو ترجیح دینے والے تھے
- ⑯ امیر معاویہ کا دور حکومت اسلامی حکومت سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتا
- ⑰ امیر معاویہ نے اپنے چالیس سالہ دورِ امارت و حکومت میں دنیا کی لعنت اور آخرت کے عذاب کے سوا کچھ حاصل نہیں کیا۔

(۱۹) صحابہ کرام کا جذبہ شہادت ایرانی فوج کے جذبہ شہادت قربانی سے بدرجہا کم تھا۔

(۲۰) صحابہ کفار کے ساتھ جنگ کرنے میں آنی کافی کرتے تھے۔

خمینی کے نزدیک یہ ہے تصویر اس مقدس جماعت کی جس کی تسلیم و تربیت، تزکیہ و تطہیر براہ راست رسول خدا نے فرمائی تھی، جو قرآن و حدیث کی اولین راوی ہے اور جو رسول اور امت کے درمیان پہلی کڑی کی حیثیت رکھتی ہے، اس جماعت کی یہ تصویر جو خمینی اور ان کے مستند علماء پیش کرتے ہیں کیا اسے صحیح تسلیم کر لینے کے بعد قرآن و حدیث کی حقانیت اور سچائی قابل اعتماد رہ سکتی ہے؟ اسی لئے امام ابو زر عارازی متوفی ۲۶۴ھ فرماتے ہیں

اذا رأيت الرجل يتقن احدا من اصحاب رسول الله صلى الله

عليه وسلم فاعلم انه زنديق، لان الرسول صلى الله عليه وسلم

عندنا حق والقرآن حق وانما ادعى المينا هذا القرآن والسنن

اصحاب رسول الله، وانما يريدون ان يعجزوا شهودنا ليسبطلوا

الكتاب والسنن والجرح بلهوا ولى وهو زنادقة۔

جب ہم کسی کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرام میں سے کسی کی بھی تعقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ

زندیق ہے اسلئے کہ قرآن برحق ہے، رسول برحق ہیں اور قرآن و سنت کو ہم تک

پہنچانے والے یہی صحابہ ہیں تو جو لوگ صحابہ کو مجرد کرتے ہیں وہ قرآن و حدیث

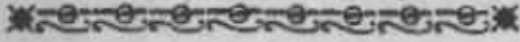
کو باطل ٹھہرانا چاہتے ہیں لہذا خود انھیں مجرد کرنا زیادہ مناسب ہے اور یہ لوگ زندقہ ہیں

خمینی کی ان ہفتوات کے بعد آئیے دیکھیں کہ اس مقدس جماعت کے بارے میں

خدائے علام الغیوب والسرائر اور اس کے پاک رسول کے کیا ارشادات ہیں جس

سے خمینی ازم کی حقیقت منکشف ہو کہ اس نے آج بھی

الصحابۃ فی القرآن



صحابہ جس مقدس جماعت کا نام ہے وہ امت کے عام افراد کی طرح نہیں ہے بلکہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان ایک مقدس واسطہ ہونے کی حیثیت سے ایک خاص مقام و مرتبہ کے الگ ہیں اور عام امت سے امتیاز رکھتے ہیں انھیں یہ امتیاز اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے عطا ہوا ہے ذیل میں اس امتیاز و خصوصیت کی تھوڑی سی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔

(۱) السابقون الاولون من المهاجرين والانصار
 اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے سابق اور مقدم ہیں) اور بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو میں اللہ ان سب راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان سب کے لیے ایسے باغ ہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں صحابہ کرام کے دو طبقے بیان کئے گئے ہیں ایک سابقین اولین کا اور دوسرا بعد میں آنے والوں کا اور دونوں طبقوں کے متعلق یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور ان کے لیے جنت کا مقام دوام ہے، سابقین اولین کون لوگ ہیں اس پر بحث کرتے ہوئے

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

• ذهب جمهور العلماء الى ان السابقين في قوله تعالى و

السابقون الاولون من المهاجرين والانصار هو هؤلاء الذين

انفقوا من قبل الفتح وقتلوا واهل بيعة الرضوان كلهم

منهم وكنوا اكثر من الف واربعائة وقد ذهب بعضهم

الى ان السابقين الاولين هم من صلى الى القبلتين وهذا ضعيف

جمہور علماء کے نزدیک سابقین اولین میں وہ صحابہ کرام داخل ہیں جنہوں نے قبل الفتح اپنی

جان و مال کے ذریعہ جہاد کیا اور اس صفت سے تمام اہل بیعت رضوان متصف ہیں

جن کی تعداد چودہ سو ہے اور پر مٹی، بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ سابقین اولین

وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلہ کی جانب نماز ادا کی مگر یہ قول ضعیف ہے

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت جہاد کرنے والے تمام

صحابہ سابقین اولین میں داخل ہیں اور صحیح بخاری میں حضرت حباب بن عبد اللہ

سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یدخل النار احد من

بایع تحت الشجرۃ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ان میں سے کوئی بھی جہنم

میں نہیں داخل ہوگا، اس آیت پاک سے صراحۃً ثبوت ہوتا ہے کہ ہاجرین و انصار

میں سے تمام سابقین اولین اور ان کے بعد صحابیت کا شرف حاصل کرنے والے

تمام صحابہ کرام دوامی طور پر جنتی ہیں جن میں بلاریب خلفائے اربعہ بھی داخل ہیں۔

حضرت شاہ جلد لعزیز صاحب اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بعض

قرآن پر ایمان رکھتا ہے جب اسکے علم میں یہ بات آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں

کو دوامی طور پر جنتی فرمایا ہے تو اب ان کے حق میں جتنے بھی اعتراضات ہیں سب ساقط

ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ خوب جانتا ہے فلاں بندہ سے فلاں وقت میں نیکی اور فلاں وقت میں گناہ صادر ہوگا۔ اس کے باوجود جب باری تعالیٰ یہ اطلاع دیتا ہے کہ میں نے اسے جنتی بنادیا تو اسی کے ضمن میں اس بات کا اشارہ ہو گیا کہ اس کی تمام لغزشیں معاف کر دی گئیں، لہذا اب کسی شخص کا ان مغفور بندوں کے حق میں لعن و طعن کرنا جناب باری تعالیٰ پر اعتراض کرنے کے مرادف ہوگا اس لئے کہ ان پر اعتراض کرنے والا گویا یہ کہہ رہا ہے کہ یہ بندہ تو گنہ گار ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اسے کیسے جنتی بنادیا اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کفر ہے بلکہ

(۴) وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ
الایمان و زینہ فی قلوبکم
و کثرۃ الیکم الکفر و الفسق
و العصیان او لثلاث
الراشدون فضلا من اللہ
و نعمة و اللہ علیم حکیم

لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب
بنادیا اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین
کر دیا اور کفر، فسق اور نافرمانی کو تمہارے
لئے ناپسند کر دیا ایسے ہی لوگ اللہ کے
فضل و نعمت سے ہدایت یافتہ ہیں اور
اللہ خوب جاننے والا حکمت والا ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بلا استثناء تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایمان کی محبت اور کفر و فسق اور نافرمانی سے نفرت و کراہیت منجانب اللہ راسخ کر دی گئی تھی اور لفظ الی سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ ایمان کی محبت اور کفر و غیروہ سے کراہیت امتہا درجہ کو پہنچی ہوئی تھی کیونکہ "الی" عربی میں انتہا اور غایت کا معنی بیان کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے، نیز اسی آیت پاک سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام سے جو لغزشیں صادر ہوئی ہیں وہ ضعیف ایمان اور فسق و عصیان کو مستحسن سمجھتے ہوئے صادر نہیں ہوئی ہیں بلکہ انکا مصدر

بتقاضائے بشریت ہوا ہے، اس لئے ان زلالت اور لغزشوں کو بنیاد بنا کر ان کی شان میں لعن طعن کرنا اور ان کے بارے میں تنقید و تنقیص کا رویہ اختیار کرنا جہالت و زندقہ ہے۔

(۳) والذین آمنوا وھاجروا
وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین
آدوا و انصروا اولئک ھم
المؤمنون حق اللہ مغفرة
وہرزق کریوہ۔

اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی
اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں
نے انھیں جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی
ہیں سچے مسلمان، ان کے لئے مغفرت
ہے اور باعزت رزق ہے۔

اسی سورہ کے شروع میں ارشاد خداوندی ہے۔

الذین یقیمون الصلوۃ و
مما رزقناہم ینفقون اولئک
ھم المؤمنون حق اللہ درجۃ
عند ربہم و مغفرة و ہرزق
کریوہ۔

وہ لوگ جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور
بسم نے ان کو جو روزی دے رکھی ہے اس
میں سے خرچ کرتے ہیں وہی سچے مسلمان
ہیں ان کے واسطے درجہ ہے ان کے
رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کا روزی

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ حضرات مہاجرین و انصار کے اعمال
ظاہر نماز روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد وغیرہ قطعی طور پر نفاق و مکر کی بنا پر نہیں تھے
ان کا ایمان اللہ کے نزدیک مستحق و ثابت تھا اس لئے حضرات صحابہ ان خصوص
خلفائے شمشہ کی جانب نفاق کی نسبت کرتا خدا نے بزرگ و برتر کیساتھ معاوضہ کرتا ہے
(۴) محمد رسول اللہ والذین
معہ اشتد علی الکفار مرحماء
بینہم و تراھم و عا

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان
کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں
اور آپس میں مہربان ہیں (اے مخاطب)

سجدا یتغون فضلاً
 من اللہ ورضواناً سیماہم
 فی وجوہہم من اثر
 السجود ذلک مثلہم
 فی التورۃ و مثلہم فی
 الانجیل کذریع اخراج
 شطاء فآزرہ فاستغلظ
 فی استغی علی سوتہ
 یحجب النراج لہ غیظ
 بہم الکفار وعد اللہ
 الذین آمنوا و عملوا الصلحت
 منہم مغفرۃ و اجر عظیم
 تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع میں ہیں اور کبھی
 سجدے میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کے فضل
 اور اس کی خوشی کو ان کی نشانی سجدوں
 کے اثر سے ان کے چہرے پر نمایاں ہے
 یہ مثال ہے ان کی تورات میں اور انجیل
 میں ان کی مثال ہے جیسے کھیتی نے نکالا
 پنا پٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا
 ہوا پھر کھڑا ہو گیا اپنی جڑ پر بجا لگتا ہے
 کھیتی والوں کو تاکہ جلائے اس سے جی
 کافروں کا وعدہ کیا ہے اللہ نے ان سے
 جو یقین لاتے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام
 معافی کا اور بڑے ثواب کا۔

امام قرطبی اور علامہ مفسرین کہتے ہیں کہ "والذین معہ" عام ہے اس میں
 تمام صحابہ کرام داخل ہیں، اس آیت کریمہ میں تمام صحابہ کی صحت، ان کی پاک بطنی
 اور مدح و ثنا خود مالک کا منات نے فرمائی، ابو عروہ زبیری کہتے ہیں کہ ایک دن
 امام مالک کی مجلس میں ایک شخص کے متعلق یہ ذکر آیا کہ وہ صحابہ کرام کو برا کہتا
 ہے، امام مالک نے یہ آیت یغیظ بہم الکفار تک تلاوت کی اور پھر فرمایا کہ
 جس شخص کے دل میں اصحاب رسول میں سے کسی کے متعلق غیظ ہو وہ اس آیت
 کی زد میں ہے یعنی اس کا ایمان خطر میں ہے کیونکہ آیت میں کسی صحابی سے غیظ
 کفار کی علامت قرار دی گئی ہے۔

الذین اخرجوا من
 دیارهم و اموالهم
 یبتغون فضلا من الله
 و رضوانا و ینصرون
 الله و رسوله اولئک
 هم الصادقون و الذین
 تبوء الدار و الایمان من
 قبلهم یحبون من هاجر
 الیهم و لا یجدون فی
 صدورهم حاجة مما
 اوتوا و یؤثرون علی
 انفسهم و لو کان بهم
 خصاصة و من یوق شح
 نفسه فاولئک هم المفلحون
 و الذین جاؤا من بعد
 یقولون ربنا اغفر لنا
 و لاخواننا الذین
 سبقونا بالایمان
 و لا تجعل فی قلوبنا
 غلا للذین امنوا
 انک رؤوف رحیم

کہا ہے جو جدا کر دئے گئے ہیں اپنے گھروں
 سے اور اپنے مالوں سے وہ اللہ کے فضل
 اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ
 اور اس کے رسول (کے دین) کی مدد کرتے
 ہیں یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں اور
 ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دارالاسلام میں
 اور ایمان میں ان مہاجرین سے پہلے قرار
 پکڑے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کر کے
 آئے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور
 مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ انصار
 لوگ اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے
 اور (مہاجرین کو) اپنے سے مقدم رکھتے
 ہیں اگرچہ ان پر فاقہ پڑی ہو اور واقعی جو
 شخص طبیعت کے سخیل سے محفوظ رکھا
 جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں
 اور ان لوگوں کا بھی اس مال فی میں حق
 ہے) جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب
 ہمکو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں
 کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں
 اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف
 سے کینہ نہ آنے دے اے ہمارے رب
 اور ہمارے دلوں میں کینہ نہ آئے

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عہد رسالت کے تمام موجود اور آئندہ آنے والے مسلمانوں کو تین طبقوں میں تقسیم کر کے ہر طبقہ کا الگ الگ ذکر کیا ہے، پہلا مہاجرین کا طبقہ ہے جنہوں نے محض اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی کسی دنیوی غرض کے لئے ان کی ہجرت نہیں تھی جیسا کہ خود باری تعالیٰ ان کی شان میں فرما رہے ہیں **اولئک هم الصادقون**۔ یعنی یہ حضرات اپنے قول ایمان اور فعل ہجرت میں سچے ہیں، دوسرا طبقہ حضرات انصار کا ہے جن کے صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ مہاجرین سے محبت رکھتے ہیں اور ان پر حسد نہیں کرتے ہیں، ان صفات کے ذکر کے بعد فرمایا **فاولئک هم المفلحون**۔ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں، تیسرا طبقہ ان مؤمنین کا ہے جو مہاجرین و انصار کے بعد قیامت تک آنے والا ہے۔ اس طبقے کے بارے میں فرمایا کہ یہ مہاجرین و انصار کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس بات کی بھی دعا کرتے ہیں کہ اسے اللہ ہمارے دلوں میں ان کی طرف سے کینہ و عداوت نہ ڈالے، یقیناً آپ مہربان اور رحمت کرنے والے ہیں، لہذا اپنے فضل و رحمت سے ہماری دعا قبول کر لیجئے، ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ فلاح پانے والے وہی لوگ ہیں جو حضرات مہاجرین سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی شان میں طعن و تشنیع نہیں کرتے کیونکہ طعن و تشنیع تقاضائے محبت کے خلاف ہے، جس سے معلوم ہوا کہ خلفائے اربعہ جو مہاجرین اولین میں یقینی طور پر شامل ہیں کی محبت فلاح کی ضامن اور ان سے بغض و عناد خسران کا سبب ہے، اسی طرح تیسری آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لوگ حضرات مہاجرین کے لئے خیر کرتے ہیں، پھر

ان سے بعض وعناد کو برا سمجھتے ہوئے اس سے محفوظ رہنے کی بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے ہیں، وہی زمرہ مؤمنین میں داخل ہیں اس کے برعکس جو گروہ اس مقدس جماعت سے محبت کے بجائے عداوت رکھتا ہے، اور ان کے حق میں دعائے خیر کے بجائے لعن و طعن کی زبان دراز کرتا ہے وہ اہل اسلام کے زمرے سے خارج ہے کیونکہ ان آیات میں مستحقین غنیمت کے جن میں طبقوں کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا یہ لعن و طعن کرنے والے، ان سے خارج ہیں۔

اس موقع پر بغرض اختصار ان یا نوح آیات پر اکتفا کیا جا رہا ہے ورنہ قرآن مجید میں حضرات صحابہ کے فضائل و مزایا سے متعلق سینکڑوں آیات ہیں۔



الصحابۃ فی الحدیث



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام بالخصوص حضرات خلفائے ثلاثہ ابو بکر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب اور مزایا و خصوصیات اس کثرت و شدت اور توازن و تسلسل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں کہ ان سب کو جمع کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے اور نہ اس موقع پر اس کی ضرورت ہے، لہذا ان بے شمار احادیث میں سے چند کو یہاں نقل کیا جا رہا ہے، اس سلسلہ میں پہلے ان احادیث کو پیش کیا جائیگا جن سے پوری جماعت صحابہ کی منقبت و فضیلت ثابت ہوتی ہے پھر خلفائے ثلاثہ کے فضائل میں وارد احادیث ذکر کی جائیں گی۔

(۱) عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختار اصحابی علی الثقلین سوی النبیین والمرسلین (رواہ البزار بسند رجالہ موثقون)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرات انبیاء و مرسلین کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام انسانوں و جناتوں پر فضیلت دی ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جمیع حضرات صحابہ اللہ تعالیٰ کے منتخب و برگزیدہ ہیں نبیوں اور رسولوں کے بعد انسانوں اور جناتوں میں سے کوئی بھی ان کے مقام و مرتبہ کو نہیں پاسکتا۔

(۲) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الی اللہ من سائر الخلق صحابۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری سب سے زیادہ محبوبہ کا

امتی کاملہ فی الطعام (لا یصلح الطعام الا بالملح۔ مشکوٰۃ شریف) مقام ایسا ہے جیسے کھانے میں نمک۔ کھانا بغیر نمک کے بہتر نہیں ہوتا۔

اس ارشاد عالیہ کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کے سامنے صحابہ کرام کی اہمیت ایک مثال کے ذریعہ سے واضح فرمائی ہے، کہ جس طرح لذیذ سے لذیذ تر کھانا بے نمک کے پھیکا اور بے مزہ ہوتا ہے بعینہ یہی حال امت کا ہے کہ اس کی صلاح و فلاح اور اس کا تمام شرف و مجد انھیں صحابہ کی مقدس جماعت کا مرہون منت ہے، اگر اس جماعت کو درمیان سے الگ کر دیا جائے تو امت کے سارے محاسن و فضائل بے حیثیت ہو جائیں گے۔

۳۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم فلا درى ذکر قرنین او ثلاثہ۔ (بخاری و مسلم وغیرہ) انسانوں میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر ان کا جو اس سے متصل ہیں، پھر ان کا جو اس سے متصل ہیں، راوی حدیث کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ متصل لوگوں کا ذکر دوسرے مرتبہ آیا یا تین مرتبہ۔

اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے، ثم الذین یلونہم، کو صرف دوسرے مرتبہ ذکر کیا ہے تو دوسرا قرن (زمانہ) صحابہ کا اور تیسرا تابعین کا ہے اور اگر اس جملہ کو تین بار فرمایا ہے تو چوتھا دور تبع تابعین کا بھی اس میں شامل ہوگا، بحال اس ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے متعین طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی کے بعد سب سے بہتر زمانہ صحابہ کرام کا ہے، اصحاب کے مقدمہ میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں: "وتواتر عنہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم" جس

سے معلوم ہو گیا کہ محدثین کے نزدیک یہ حدیث متواتر ہے جس سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔

ان تین حدیثوں کے بعد وہ احادیث نقل کی جا رہی ہیں جو خاص طور پر خلفاء ثلاثہ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔

(۱۱) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ابوبکر وعمر سید الکھول اھل

الجنة من الاولین والآخرین الا

النبین والمرسلین (رواہ احمد والترمذی)

اگھے و پچھلے جنتیوں کے سردار ہیں۔

اس حدیث پاک سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام

کے بعد صدیق اکبر و فاروق اعظم تمام لوگوں سے افضل ہیں، یہی بات قرآن مجید

اور دیگر احادیث نبویہ، آثار صحابہ و تابعین سے بھی ثابت ہے اور اسی پر

اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے، اسی بنا پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ

فرماتے تھے "من فضلتی علی ابی بکر وعمر جلدتہ حدی المفتری"۔

جو مجھے ابوبکر و عمر پر ترجیح اور فضیلت دے گا میں اس پر انفریاد اڑاؤں گا۔

(سنن، جاری کروں گا۔ اسی معنی کی ایک اور روایت کتاب الآثار لامام

ابی یوسف میں بھی ہے)

(۱۲) ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اقتدوا من بعدی ابی بکر

وعمر فانہما جبل اللہ سدود و

منعک بہما فقد تمسک بالعرف و

الوثق لا انفصا لہما (ابن ماجہ)

اس نے منبر پر حلقہ تھام لیا۔

جبل اللہ سے مراد دین الہی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً" میں اسی جانب اشارہ کیا گیا ہے، یعنی سب لوگ مل کر اللہ کے دین کو توت اور مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو، اور عودۃ الوثقی سے بھی دین خداوندی ہی مراد ہے چنانچہ قرآن کا ارشاد ربانی ہے "فقد استمسک بالعرفۃ الوثقی" اس نے مضبوط حلقہ یعنی دین اسلام کو تھام لیا، اس تفصیل و تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا طریقہ معیار دین ہے اور ان کے طریقے پر چلنا و حقیقت دین اسلام پر چلنا ہے

(۳) ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان اللہ جعل الحق علی لسان عمرو وقلیہ (رواہ الترمذی و احمد) زبان اور دل پر رکھ دیا ہے۔

بعض روایتوں میں "جعل" کے بجائے "وضع" کا لفظ ہے، امام ترمذی نے یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی عنہما سے نقل کی ہے اور امام داؤد اور امام حاکم نے حضرت ابو ذر غفاریؓ سے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: کنا لا نبعد ان السکینۃ علی لسان عمر: ہم صحابہ اس بات کو بعید نہیں سمجھتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان لسان الغیب کی ترجمان ہے، چنانچہ ۲۶ احکام شرعیہ کا آپ کے قول کے مطابق نازل ہونا اس حدیث کی صداقت پر خدائی شہادت ہے۔

(۴) لصعلی نبی رفیق و رفیق فی جنت میں ایک ساتھی ہے فیہا عثمان۔ (رواہ الترمذی) اور میرے جنت کے رفیق عثمان ہیں۔

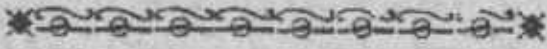
اس حدیث سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نہ صرف جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ ان کی بلندی درجات پر بھی یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔

(۵) امام احمد اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کی تیاری اور سامان جنگ کی فراہمی کا کام شروع فرمایا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک ہزار اشرفی لیکر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ کی گود میں ڈال دیا، راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فریاد مسترت سے) ان اشرفیوں کو الٹ پلٹ رہے تھے، اور زبان وحی ترجمان پر یہ الفاظ جاری تھے: "مَاضِرِ عِثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مِثْلِي" عثمان آج کے بعد جو کام بھی کریں گے وہ ان کے لئے مفرت رساں نہیں ہوگا، آپ نے اس جملہ کو بطور تاکید دہرایا۔

اس حدیث پاک میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صدق کی قبولیت کی بشارت کے ساتھ ان مخالفین اور ناقضین کے خیالات کی تردید بھی فرمادی گئی ہے جو مفسدین کی افتر پردازیوں سے متاثر ہو کر یا اپنی کجروی کے زیر اثر حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شان میں طعن و تشنیع کرتے ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ ان تمام اتہامات سے پاک اور بری ہیں جو معاندین ان پر ناحق تھوپ رہے ہیں لیکن بالضرر یہ باتیں اگر کسی حد تک ثابت بھی ہو جائیں تو آپ کی عظمت شان اور کثرت طاعات کی بنا پر کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گی۔

اللہ اور رسول کے ان فرمودات میں صحابہ کرام کے ایمان و اخلاص اور فضاہی و مناقب کی جو تصویر پیش کی گئی ہے اسے سامنے رکھتے ہوئے ان قدسی صفات، ہستیوں کے بارے میں غیبنی کی ہرزہ سرائیوں کو ایک بار پھر بڑھ جائے اسکے بعد خود فیصلہ کیجئے کہ قرآن و حدیث کے علی الرغم جس فرد یا جماعت کے خیالات و عقائد حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق اس طرح کے ہوں کیا ایمانی تقاضوں کو باقی رکھتے ہوئے ایک لمحہ کے لئے بھی اسکے ساتھ اتحاد عمل ممکن ہے؟ اور کیا اس کے عسکری اور فوجی غلبہ کو اس بات میں غور کرنے کی ضرورت ہے؟

صحابہ کی تنقیص کرنے والا علمائے امت کی نظر میں



آیت کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ الخ کی تفسیر کے ذیل میں معلوم ہو چکا ہے کہ امام مالکؒ نے لیغیض ببہو الکفار کے پیش نظر فرمایا کہ حضرات صحابہ سے بغض رکھنے والے اس آیت کی زد میں ہیں۔ یعنی کافر ہیں، نیز امام ابو زر عراقي اور مسند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی رائے بھی گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے اب ذیل میں چند اور علمائے محققین کے اقوال ملاحظہ کیجئے۔

(۱) اسحٰزی بیان کرتے ہیں کہ مجھے مخاطب کرتے ہوئے امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا۔
یا ابا الحسن اذا ریت احدا ً یذکر اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یسوء فاطلمہ علی الاستاذ لہ
لے ابو حسن جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ صحابہ کا ذکر برائی سے کرتا ہے تو اس کے اسلام کو شکوک سمجھو۔
(۲) عمدۃ المفہرین محقق ابن کثیر لکھتے ہیں۔

یا دویل من البغض هو او سبہوا و سب بعضهم فاین
هؤلاء من الایمان بالقرآن اذا سبوا من رضی اللہ عنہم
عذاب الیم ہے ان لوگوں کیلئے جو حضرات صحابہ سے یا ان میں بعض سے بغض رکھے
یا انہیں برا بھلا کہے ایسے لوگوں کا ایمان بالقرآن سے کیا واسطہ جو ان حضرات کو
برا کہتے ہیں جن کو اللہ نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا۔

(۳) علامہ ابن تیمیہ اپنی مشہور تصنیف الصارم المسلول میں لکھتے ہیں۔

وقال القاضي ابو يعلى الذی علیہ الفقہاء فی سبب لصوابہ
ان کان مستحلاً لذلك کفر وان لم یکن مستحلاً فسق
قاضی ابو یعلیٰ نے کہا ہے کہ اس پر تمام فقہاء متفق ہیں کہ جو شخص صحابہ کی برائی کو حلال
وجائز سمجھتے ہوئے ان کی برائی کرے وہ کافر ہے اور جو حلال نہ سمجھتے ہوئے انہیں
برا سمجھتا ہے وہ فاسق ہے

(۴) علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں۔

ان من فضل علیا علی الثلاثة فمبتدع وان انکو
خلافة الصدیق او عمر رضی اللہ عنہما فہو کافر
جو حضرت علیؓ اور دو خلفائے ثلاثہ (صدیق اکبرؓ فاروق اعظمؓ اور عثمان غنیؓ) پر
فضیلت دے وہ بدعتی ہے اور جو شخص حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ کی خلافت کے بارے میں کافر ہے
(۵) فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنہما العیاذ باللہ
فہو کافر وان کان یفضل علیا کو واللہ وجہہ علی
ابی بکور رضی اللہ عنہ لا یكون کافراً الا انہ مبتدع
رافضی جب شیخین کو برا سمجھتا اور لعن طعن کرتا ہو تو کافر ہے اور اگر حضرت علیؓ کو اشر
وجہ کو حضرت ابوبکرؓ پر فضیلت دیتا ہے تو کافر نہیں ہوگا ہاں اس میں تیرہ مرتبہ بدعتی قرار پایا

حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ دہلوی قدس سرہ نے تفتیس صحابہ کے متعلق ایک نہایت
قیمتی اور قابل قدر نکتہ تحریر فرمایا جو قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اسی
نکتہ پر یہ بحث ختم کی جاتی ہے، لکھتے ہیں۔

درین جا دقتہ باید دانست کہ سب و طعن انبیاء ازین جہت کفر و حرام

ست کہ وجہ سبب یعنی معاصی و کفر دریں بزرگان یافتہ نمی شود، وجوہات
تعظیم و توقیر و شمار حسن بوفور موجود دارند و چون جماعہ باشند از مؤمنین
کہ اسباب تعظیم داشته باشند و گناہان ایشان را مغفرت و کفیر بنفس آن
ثابت شدہ باشد بالیقین این ہم در حکم انبیاء خواهند بود و در حرمت سبب و
تحقیر و اہانت و بدگفتن نہایت کار آنکہ انبیاء را اسباب تحقیر موجود نیست
و اینہا را بعد از وجود معدوم شد و معدوم بعد الوجود چون معدوم اصلی
است دریں باب و لہذا نامہ را بگناہ ابو تعمیر کردن حرام است و عوام امت
غیر از صحابہ این مرتبہ ندارند کہ کفیر سیات و مغفرت گناہان ایشان سارا
بالقطع از وحی و تنزیل معلوم شدہ باشد و قبول طاعات و تعلق رفائے
الہی باعمال ایشان بالتخصیص متیقن شدہ باشد پس فرقہ صحابہ بزرخ
اند و بیان انبیاء و امتیاء و لہذا مذکور منصور میں است کہ غیر از صحابہ ہر چہ
مطہع و متقی باشد بدرجہ ایشان نمی رسد این کتاب را بالیت آن در خاطر باید
داشت کہ بسیار نفیس ست ۱۷

اس موقع پر یہ نکتہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرات انبیاء کی برائی اور انکی شان میں احسان
وجہ سے حرام و کفر ہے کہ معنی کا سبب یعنی گناہ اور کفران بزرگوں میں پائے نہیں جاتے
اور تعظیم و توقیر اور تعریف و توصیف کے اسباب ان حضرات میں پورے طور پر موجود ہیں
اور جب مسلمانوں میں کوئی ایسی جہت ہو جس کے اندر تعظیم کے اسباب موجود ہوں اور اسکے
گناہوں کی مغفرت نص قرآن سے ثابت ہو گئی ہو تو یقینی طور پر اس جہت کی برائی اہانت
اور تحقیر انبیاء کی اہانت و تحقیر کے حکم میں ہوگی بس صرف فرقہ یہ ہوگا کہ حضرات انبیاء میں
اسباب تحقیر سے موجود نہیں ہیں اور اس جماعت میں یہ اسباب پائے جانے کے
بعد ختم ہو گئے گناہوں کے وجود کے بعد ان کا مغفرت و فیرو کے ذریعہ معدوم اور ختم ہو گیا

مقدم اسی کے حکم میں ہے (یعنی مغفرت کے بعد مغفور ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ سرے سے گناہ سرزد ہی نہیں ہوا ہے) اسی بنا پر گناہ سے توبہ کر لینے والے کو اس کے سابقہ گناہ پر عائد لانا حرام ہے۔ اور پوری امت میں صرف محکمہ کو یہ مرتبہ حاصل ہے کہ ان کے گناہوں کی مغفرت اور بخشش کا قطعی اور یقینی علم ہمیں وحی ربانی اور کلام الہی سے معلوم ہو گیا ہے اور ان کی طاعت اور عبادات کی قبولیت اور ان کے اعمال کے ساتھ اللہ کی رضا کا تعلق بھی یقین ہو چکا ہے (ابن حجرؒ انبیاء کی طرح صحابہ کرام کی تنقیص اہانت اور ان کی بڑائی حرام و کفر ہوگا) جماعت صحابہ انبیاء اور امتیوں کے درمیان برزخ (بیچ کی کڑی) میں اسی بناء پر یہ تصور بھی ہے کہ غیر صحابی خواہ کتنا ہی مطیع و متقی کیوں نہ ہو صحابہ کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، اس کا کوئی عمل و ملت کیساتھ دل نہیں کر لیا جاتا ہے کہ بہت ہی خوب ہے

علمائے امت کی ان تصریحات کے آئینہ میں خمینی اور ان کے ہم نواؤں کو اپنا چہرہ دیکھنا چاہئے کیا اسلام کے اولین فدا کاروں اور محبوب رب العالمین کے جہاں شمار دل کو الیاذ باللہ منافق و مرتد خائن و غدار کہنے والوں کو یہ زیب دیتا ہے کہ شوش کا اسلامیۃ لا شیعۃ ولا سنیۃ کا منافقانہ نعرہ بلند کریں؟ نیز اسلامی جماعت کے ان مشرورین کو بھی ان تصریحات کی روشنی میں اپنے زاویہ فکر و نظر کو درست کر لینا یہ بے جوآن بھی کعبۃ اللہ کے تقدس کو پامال کرنے والے خمینیوں کو شہید کی اعزاز ہی ڈگری دے رہے ہیں۔



نظریہ ولایت فقیہ



خمینی نے اپنے اس نظریہ کے اثبات و تشریح کے لئے "الحکومتہ الاسلامیہ" (ولایت فقیہ) کے نام سے تقریباً ڈیڑھ سو صفحے کی ایک مستقل کتاب لکھی، اس نظریہ کا حاصل مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ امام غائب یعنی مہدی موعود کے زمانہ غیبت میں فقیہ عادل کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ امام غائب کے نائب کی حیثیت سے حکومت کا نظام اپنے ہاتھ میں لینے کی جدوجہد کرے اور جب کوئی باصلاحیت فقیہ اس مقصد کے لئے جدوجہد کا آغاز کر دے تو معاشرے اور حکومت کے جملہ معاملات میں وہ امام اور رسول کی طرح واجب الاطاعت ہوگا۔ چنانچہ خمینی الحکومتہ الاسلامیہ میں لکھتے ہیں:-

و اذا نهض بامر تشکیلی	جب کوئی عالم و عادل فقیہ (مجتہد) حکومت کی تشکیل کے لئے اٹھ کھڑا ہو تو وہ
الحکومتہ فقیہ عالم عادل	معاشرے و اجتماعی معاملات میں ان تمام
فانه یلی من امور المجتمع	امور و اختیارات کا مالک ہوگا جو نبی کے
ماکان یلیہ النبی	زیر اختیار تھے اور تمام لوگوں پر اس کی
(من) منهم و وجب علی الناس	سج و طاعت واجب ہوگی اور یہ صاحب
ان یسمعوا له و یطیعوا	اقتدار فقیہ حکومتی نظام سماجی مسائل و
و یملک هذا من امر	است کی سیاست کے جملہ معاملات
الادارة والرعاية والیاسة	

لِلنَّاسِ مَا كَانَ يُمْكِنُهُ
الرَّسُولُ (ص) وَامِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
کا اسی طرح مالک و مختار ہوگا جس طرح
رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المؤمنین
مالک و مختار تھے۔

اسی کتاب میں آگے چل کر اس نظریہ کی تشہیح یوں کی ہے۔

ان الفقہاء هم اوصیاء
الرَّسُولِ (ص) مِنْ بَعْدِ الْأُمَّةِ
وَفِي حَالِ غِيَابِهِمْ وَقَدْ
كَلَّفُوا بِالْقِيَامِ مَا كَلَّفَ الْأُمَّةُ
بِالْقِيَامِ بِهِ ع
یقیناً فقہاء (مجتہدین) ائمہ کی عدم
موجودگی اور ان کی غیبت کے زمانہ میں
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی ہیں
اور ان تمام امور کی انجام دہی کے مکلف
ہیں جس کے ائمہ مکلف تھے۔

گزشتہ سطور میں یہ بات گزر چکی ہے کہ خمینی عقیدہ کے مطابق ان کے ائمہ
کائنات کے ذرے ذرے پر تصرف ہیں اور پوری دنیا ان کے زیر اقتدار ہے۔

نیز ائمہ خدا و رسول کی طرح مفترض الطاعت ہیں ہر فرد بشر پر بلا چون و چرا ان
کی پیروی و فرمانبرداری فرض اور ضروری ہے، اور ولایت فقیہ کے نظریہ سے یہ
ثابت ہو رہا ہے کہ ائمہ کی عدم موجودگی یا ان کی غیبت کے زمانہ میں فقیہ عالم و
عادل (مجتہد) ائمہ کے نائب ہونے کی حیثیت سے ان کے تمام اختیارات کا
مالک ہوگا، تو اس کا لازمی نتیجہ یہی نکلے گا کہ فقیہ عادل کا اقتدار کائنات کے
ذرے ذرے پر ہے اور اس کی اطاعت اور پیروی بھی خدا و رسول کی اطاعت
کی طرح فرض ہے، اور اس کی اطاعت سے روگردانی کرنے والا خدا و رسول کی
اطاعت سے انحراف کرنے والے کی طرح کافر و فاسق یا کم از کم مفسد ضرور ہوگا
خمینی نے پہلے تو اپنے ائمہ کو خدا و رسول کے درجے پر پہنچایا تھا اور اب اس

نظریہ ولایت فقیہ کے ذریعہ خود اپنے آپ کو اور ہر فقیہ عالم و عادل یعنی مجتہد کو خدائی اختیارات دے دیا ہے۔

خمینی کی جسارت اور بیباکی ملاحظہ کیجئے کہ اپنے اس خالص کیتھولک مسیحیوں کے نظریہ پاپائیت کو اسلام میں ٹھونسنے کے لئے ایک حدیث سے استدلال کا ڈھونگ بھی رچاتے ہیں تاکہ عوام کا لالچام حدیث رسول کا نام سن کر اس یکسر باطل نظریہ کے آگے سر تسلیم جھکا دیں اور انھیں اپنے سیاسی اقتدار عام کا جواز حاصل ہو جائے۔

خمینی کا استدلال | اپنے اس قطعی باطل نظریہ کو بزرعِ خویش دلائل کرنے کی غرض سے وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

قال صلى الله عليه وسلم: قال الله عز وجل: لا اله الا الله، محمد رسول الله، ثلاث مراتب تيل من خلفه لثب؛ قال: الذين يروون احاديثهم ومنعتي فيعلموها الناس من بعدى۔

نبی علیہ السلام نے تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما آپ سے پوچھا گیا آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں؟ فرمایا جو لوگ میری احادیث و سنت کی روایت کریں گے اور میرے بعد لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔

خمینی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس حدیث کے مصداق وہ حضرات ہیں جو اللہ کے احکام کو اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں، انھیں معاملہ دین کی رہنمائی کرتے ہیں، ان کی صحیح اسلامی تربیت کرتے ہیں اور ان امور کی انجام دہی میں یہ حضرات اس مقام پر فائز ہوتے ہیں جن پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نائبین ائمہ ہدیٰ قائم تھے، یہ حضرات (احکام خداوندی کے نشر و اشاعت) کی غرض سے مجالس علمیہ کی تشکیل و تنظیم کرتے ہیں جن میں ہزاروں طالبین علم دین

شریک ہوتے ہیں جو پورے عالم میں دعوت اسلامی کو عام کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں
 خمینی کی اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ حدیث مستدل میں خلفاء سے مراد
 وہ علمائے حدیث ہیں جو حدیث کی تعلیم و تدریس میں مصروف ہیں اور یہ علمائے
 حدیث اپنے درس و افادہ کے ذریعہ رسالت و امامت کے کام کو انجام دیرہے ہیں
 اس کے بعد لکھتے ہیں۔

وہ محدث جس کا مبلغ علم صرف الفاظ حدیث کی روایت ہو، اور درجہ اجتہاد
 پر نہ پہنچا ہو، اصول سے فردع کے استنباط کے اصول و ضوابط سے ناواقف ہو
 نیز صحیح و غیر صحیح حدیث میں امتیاز کرنے سے بھی عاجز ہو۔ وہ بھلا کیونکر دوسروں
 کی رہنمائی کی خدمت انجام دے سکتا ہے، ایسا نہ احدث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی نظر سے ساقط ہے کیونکہ وہ شخص جو سچی اور جھوٹی حدیثوں تک میں تمیز نہ کر سکے
 محض قال رسول اللہ قال رسول اللہ کہنے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مبلغ
 نظر قطعاً نہیں ہو سکتا، کیونکہ آپ کا مقصد تو صحیح اور واقعی حدیثوں کی نشر و اشاعت
 ہے۔ یہ خمینی کی اس عبارت آرائی کا حاصل یہ ہے کہ مجتہد جو کتاب و سنت کی تعلیم
 و تدریس کی خدمت انجام دیتا ہے وہ اس حدیث کی رو سے رسول خدا اور امام ہیں
 کا خلیفہ اور نائب ہے، لہذا جو اختیارات مناب اور اصل کو حاصل تھے وہ سارے
 اختیارات اس کے نائب کو حاصل ہوں گے۔

خمینی کے استدلال کا جائزہ | پورے ذخیرہ حدیث سے خمینی کو اپنے مطلب
 کی جو حدیث ملے گی وہ یہی ایک حدیث ہے
 اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اس قدر اہم اور دور رس نتائج کے حامل نظریہ
 و عقیدہ کے ثبوت کے لئے قطعی اور یقینی دلیل کی ضرورت ہے جبکہ یہ خبر و حد

ہے جو صرف مفید ظن ہے اس لئے خمینی کا اپنے نظریہ پر اس حدیث سے استدلال درست نہیں ہے۔ پھر یہ حدیث اس درجہ کی ہے بھی نہیں کہ موقع استدلال میں اسے پیش کیا جاسکے۔ کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی احمد بن عیسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی ہے جس کے بارے میں دارقطنی کا فیصلہ ہے "ہو کذاب"۔ یہ راوی جھوٹا ہے۔

ان بیان کردہ عوارض سے قطع نظر جن سے خمینی کا استدلال ہمارے منثور احادیث سے خود یہ استدلال سرے سے غلط ہے اور مغالطہ و منسطفہ سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ خمینی نے بحال چاکدستی رواد حدیث میں سے ادنیٰ اور اعلیٰ کو لے کر اپنے مطلب کے مطابق نتیجہ اخذ کر لیا ہے۔ اور ان درجوں کے درمیان علمائے حدیث کے جو طبقات ہیں انھیں خلاف مطلب سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیا ہے جو مرتکب مغالطہ ہے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ وہ راویان حدیث جو نہ حدیث کی حیثیت سے واقف ہیں اور نہ معنی حدیث ہی کو سمجھتے ہیں وہ یقیناً اس حدیث کے مدلول سے خارج ہیں۔ لیکن یہ بات بھی قطعی طور پر غلط ہے کہ اس حدیث کے مدلول صرف وہی علمائے حدیث ہیں جو درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے ہیں جیسا کہ خمینی کہہ رہے ہیں بلکہ بلاشبہ وہ علمائے حدیث بھی اس حدیث کے مدلول میں داخل ہیں جو اگرچہ درجہ اجتہاد کو نہیں پہنچے ہیں لیکن حدیث کی نکتہ و مقم اور اسکے معنی و مفہوم سے اچھی طرح واقف ہیں اور اس صورت میں خمینی کا استدلال پادر ہوا ہو جاتا ہے۔

ولایت فقیہ شیعوں کے علماء کی نظر میں | خمینی اس نظریے میں بالکل منفرد اور یکے ہیں کیونکہ اسلامی فرقوں میں کوئی فرقہ بھی فقیہ و مجتہد کی ولایت عامہ مطلقہ کا قائل نہیں حتیٰ کہ فرقہ امامیہ

جو امامت و ولایت کے مسئلہ میں انتہائی غلو سے کام لیتا ہے وہ بھی فقیہ و مجتہد کی ولایت عامہ اور نیابت مطلقہ کو تسلیم نہیں کرتا، چنانچہ فرقہ امامیہ کے علمائے متقدمین میں امام المحدث الکلبینی، مرتب الجامع الکافی، الشیخ الصدوق، الشیخ المفید، اور المفسر الطبرسی وغیرہ اور ان کے علمائے متاخرین میں الشیخ مرتضیٰ الانصاری، العلامة النعمانی وغیرہ یک زبان کہتے ہیں کہ فقیہ عادل جو اجتہاد مطلق کے مرتبہ کو پہنچ جائے وہ صرف ولایت خاصہ کا حامل ہوگا، کیونکہ فقیہ عادل مجتہد کی ولایت عامہ پر کوئی ایسی دلیل قطعی موجود نہیں ہے جو ائمہ معصومین کے آثار و روایات سے اخذ و مستفاد ہو، علاوہ ازیں فقیہ مجتہد کے لئے اگر ولایت عامہ کو تسلیم کر لیا جائے، تو لازمی طور پر فقیہ عادل مجتہد اور امام معصوم کے مابین برابری بھی انہی پڑے گی۔ اور ان دونوں کے درمیان مساوات اور برابری پر نہ دلیل عقل موجود ہے اور نہ حجت شرعی ہے۔

پیش نظر ان دو دلیلوں سے علمائے امامیہ نے پہلے ہی سے مجتہد کے لئے ولایت عامہ کے دروازے کو بند کر دیا تھا، اور خود خیمینی کے وہ معاصر علماء جو خیمینی سے علم و فضل وغیرہ میں کسی حیثیت سے بھی کم نہیں ہیں مثلاً آیت اللہ العظمیٰ، الامام کاظم الشریعت عاری، الامام الطباطبائی القمی وغیرہ خیمینی کے نظریہ ولایت فقیہ کو دینی ضلال سے تعبیر کرتے ہیں اور اس مخالفت کی وجہ سے ان دونوں علماء کو خیمینیوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بھی بننا پڑا پھر بھی یہ دونوں اپنی رائے پر ثابت قدم ہیں اور خیمینی کے اس نظریہ کو علمی و شرعی طور پر غلط و گمراہ کن سمجھتے اور کہتے ہیں یہ

فرقہ شیعہ کے ایک زبردست محقق و مجتہد ڈاکٹر موسیٰ الموسوی لکھتے ہیں۔

وموضوع ولاية الفقيه من البدع التي ابتدها الخميني في الدين الاسلامي واتخذ منها اساسا للاستبداد المطلق باسم الدين۔

ولايت فقيه کا موضوع خمینی کی ان بدعتوں میں سے ایک بدعت ہے جو انہوں نے دین اسلام میں ایسا دیکھا ہے۔۔۔ اور دین کے نام پر اس موضوع کو استبداد مطلق کے لئے ایک بنیاد بنایا ہے۔

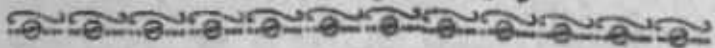
ڈاکٹر موسوی اس کے بعد لکھتے ہیں۔

ان يتولى العالم اجمع من مسلمين وغير مسلمين ان يعرفوا ان فقهاء ايران الكبار والمراجع الدينية العظام فيها عارضوا ولاية الفقيه معارضة شديدة واعلنوا انهم لا تمت الى الدين بصلة وانها بدعة وضلالة۔

دنیا کے تمام مسلم و غیر مسلم کو یہ جان لینا ضروری ہے کہ ایران کے علمائے کبار اور عظیم دینی شخصیتوں کا خمینی کے نظریہ ولايت فقيه سے شدید ترین اختلاف ہے اور ان تمام حضرات نے اعلان کر دیا ہے کہ دین سے اس کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ نظریہ بدعت و گمراہی ہے۔

علمائے شیعوں کی ان تصریحات کے بعد خمینی کے اس نقطہ نظر کے خلاف دلائل و شواہد پیش کرنے کی اب کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی اسلئے خمینی اور ان کے ہم نوا و پیروکاروں کے ملاحظہ و توجہ کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل ارشاد پر اس بحث کو ختم کیا جا رہا ہے۔
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو مرتد (بخاری و مسلم)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، جو ہمارے اس امر میں اسلام، میں ایسی چیز ایجاد کرے جو ہمیں داخل نہیں ہے وہ مرتد ہے (یعنی وہ چیز اسی پر لوٹا دی جائیگی)

خمینی مذہب کی کچھ اور بدعوا و خرافات



خمینی کے نظریہ "ولایت فقیہ" کی بحث میں یہ بات معلوم ہو چکی ہے، ان کا یہ نظریہ سنی و شیعہ دونوں مکتبہ فکر کے خلاف ہے، اور اسلامی عقائد و نظریات سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے، بلکہ خمینی نے اسے عیسائی کیتھولک فرقہ سے لڑایا ہے، اب اسلئے سطور میں خمینی مذہب کی چند مزید بدعات و خرافات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن سے اچھی طرح واضح ہو تب کہ خمینی کا حقیقی اسلام سے کتنی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ دنیا کے سامنے اسلام کا ایک جدید ایڈریشن پیش کرنا چاہتے ہیں اور اپنے جبروتِ شر کے ذریعہ پورے عالم اسلام کو اپنے اسی جدید مذہب کا پابند بنانا چاہتے ہیں۔

اذان میں اپنے نام کا اضافہ | اذان شعار اسلام میں سے ہے جس کے الفاظ شریعت اسلام میں متعین ہیں ان میں اپنی جانب سے کمی یا اضافہ شرعی نقطہ نظر سے درست نہیں ہے، دنیا کے تمام مسلمان خواہ وہ عربی ہوں یا غنمی سب اس کے پابند ہیں کہ وہ اذان میں انھیں الفاظ کو استعمال کریں جو احادیث رسول سے ثابت ہیں اور امت مسلمہ اجماعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک اسی پر عمل پیرا ہے اس چودہ سو سال کی مدت میں نہ جانے کتنے قوت و شوکت کے مالک حکمران اور صاحبِ جاہ و حشمت دینی رہنما پیدا ہوئے مگر کسی کو اس کی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ اذان میں اپنے نام کا اضافہ کر دے، لیکن احادیث رسول اور اہل

حرمین شریفین

اور خمینی کے ناپاک عزائم



دین اسلام کے بارے میں خمینی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اسلام دین سیاست ہے جیسا کہ ان کے بیان مورخہ ۱۹۷۹/۹/۲۹ء کے اس جملے سے ظاہر ہے: "انہ دین عبادتہ سیاستہ و سیاستہ عبادتہ" اسلام ایک ایسا دین ہے جس کی عبادت سیاست ہے اور سیاست عبادت ہے۔ اور نماز مجموعہ ان کے نزدیک سیاسی عبادت ہے۔ صلوٰۃ الجمعة عبادۃ سیاسیة اجتماعیة حیث یجتمع الناس کل اسبوع فی اجتماع عظیم لحل مشکلاتہم۔ نماز جمعہ سیاسی و معاشرتی عبادت ہے کیونکہ ہر ہفتہ لوگ ایک بڑے اجتماع میں اپنی مشکلات و ضروریات کے حل کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

خمینی کے نزدیک امیاء کرام صلوات اللہ علیہم کی بعثت اور دنیا میں بھیجے جانے کی اصلی غرض بھی سیاسی ہی ہے، چنانچہ اپنے خطبہ ۱۹۸۱/۹/۹ء میں کہتے ہیں: "فالتدخل بالشئون السياسية مزاحم الامور التي جاء من اجلها الانبياء والمرسلين۔ سیاسی معاملات میں مداخلت ان اہم امور میں سے ہے جس کے لئے انبیاء و رسل دنیا میں تشریف لائے۔"

خمینی اپنے اسی نقطہ نظر کی بنیاد پر میطوحی کعبۃ اللہ و مدینۃ الرسول کو

لہ الامم الفینی و مؤثر الجہ العالی میں ۱۱ ص ۱۱۱ الخیمنی و مؤثر الجہ العالی میں ۳ ص ۳۳ نج خمینی ص ۷۱۔

بھی ایک سیاسی مرکز کی حیثیت سے اہمیت دیتے ہیں اور ان مقامات مقدسہ کی عبادتی حیثیت ان کے نزدیک ثانوی درجہ رکھتی ہے، اور چونکہ خمینی کے دل و رماغ پر سیاسی اقتدار کی ہوس مسلط ہے اور پورے عالم اسلام پر اپنے اقتدار کا سکہ رائج کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں جس کی تعبیر کیلئے حرمین شریفین پر اپنے تسلط کو وہ نہایت ضروری قرار دیتے ہیں، چنانچہ جس زمانہ میں وہ پیرس کے اندر خود ساختہ جلا وطنی کے دن گزار رہے تھے اپنی ایک تقریر میں اپنے اس نقطہ نظر کو اس طرح واضح کیا تھا۔

”دنیا کی اسلامی اور غیر اسلامی طاقتوں میں ہماری قوت اس وقت تک تسلیم

نہیں ہو سکتی جب تک مکہ و مدینہ پر ہمارا قبضہ نہیں ہو جاتا، چونکہ یہ علاقہ بیحد وحشی

اور مرکز اسلام ہے اس لئے اس پر ہمارا غلبہ و اقتدار ضروری ہے۔“

اسی تقریر میں خمینی نے آگے چل کر یہ انتہائی دلخراش و روح فرسا جملہ بھی استعمال کیا ہے

”نہ جب فاتح بن کر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں داخل ہوں گا تو سب پہلایہ کام ہوگا

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں پڑے ہوئے دو بچوں کو نکال باہر کر دیا گیا

قارئین اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ نبی کریمؐ کے روضہ اقدس میں پڑے دو بچوں سے خمینی کی کیا مراد ہے۔ (معاذ اللہ، استغفر اللہ)

چنانچہ انقلاب ایران کے بعد ہی سے خمینی اپنے اس ناپاک منصوبہ کو بروئے کار لانے کیلئے مفسد پرواز پاسداران انقلاب کی ایک اچھی خاصی فوج ہر سال موسم حج میں مکہ معظمہ میں حج کے مقدس نام سے بھیجتے رہتے ہیں اور یہ مفسد پرواز یہاں آکر ایسی ایسی حیا سوز حرکتیں کرتے ہیں کہ شیطان اکبر ابلیس بھی کچھ دیر کے لئے شرماتا ہے۔

ایرانی انقلاب سے پہلے حج کی عبادت پورے المینان و سکون سے انجام

باقی تھی مگر اس انقلاب کے بعد سے خمینی مفسدہ پردازوں کے ہاتھوں اس مقدس و محترم اور مرکز امن و امان کی ساری امن و سلامتی غارت ہو گئی ہے یہ مفسدہ پرداز غول و درغول ہاتھوں میں خمینی کی تصویروں کا بینراٹھائے اور تکسیر و تہلیل کے بجائے اللہ اکبر خمینی رہبر کا نعروں لگاتے ہوئے جج اور حرم کے تقدس کو جس طرح پامال کرتے ہیں ایک مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اور حد تو یہ ہے کہ گزشتہ سال (۱۳۸۷ھ) احرام میں ملبوس جج کے نام پر آنے والے پاسداران انقلاب اپنے یکسوں میں دھما کر خیز و آتشگیرادہ لیکر آئے تھے لیکن خیریت یہ ہوئی کہ سعودی حکومت کو کسی طرح اس کی اطلاع ہو گئی اور انھیں جلدہ ایرپورٹ پر روک لیا گیا، اور جب ان کے سامانوں کی تلاشی لی گئی تو وہ آتشگیر مادے وافر مقدار میں برآمد ہوئے، یہ آتشگیر مادے اس قدر تباہ کن تھے کہ ان کی نصف کلو مقدار بڑی سے بڑی عمارت کو خاکستر کر دینے کیلئے کافی تھے۔

سوال یہ ہے کہ آخر اس انتہائی خطرناک تشکیلات کی جج میں کیا ضرورت تھی اور اسے کس غرض سے لایا جا رہا تھا کیا خمینی اور ان کے حمایتی اس کا صحیح قابل قبول جواب دے سکتے ہیں؟

اس سال جج کے نام پر آنے والے ایرانی مفسدوں کی تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار سے متجاوز تھی اور ان میں پچھتر فی صد فوجی تربیت یافتہ اور فوجی تنظیموں کے رضا کار تھے، اس تربیت یافتہ مفسدوں کی بھیڑنے حرم، اہل حرم اور مہمانان حرم کے ساتھ کیا سلوک کیا اس کی تفصیل سے دنیا واقف ہو چکی ہے اور ایران جسے اپنے پروپیگنڈے پر ناز ہے وہ بھی ان حقائق کو چھپا نہیں سکا۔

سوال یہ ہے کہ جج جیسی اہم ترین عبادت جس میں حاجی احرام باندھ کر زبان حال سے اللہ کی کبریائی اور ترک شہوت کا اظہار کرتا ہے پھر تلبیہ واللہم لبیک

اللہم لبیک کے ذریعہ اسی کی شہادت دیتا ہے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی سے عشق الہی میں اپنی دانستگی کا مال بیان کرتا ہے پھر عرفات میں پہنچ کر ذکر الہی سے اپنے سوز دروں اور خشیت خداوندی کے جذبے کو قوی کرتا ہے جس کا اظہار گریہ و زاری اور ابتہاج و ابتہال سے ہوتا ہے، اسکے بعد رمی جمار کے اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ شرور و فتن کی گزندگی سے اس کا دل پاک ہو چکا ہے اور ان برائیوں کو وہ اچھی طرح پہچان گیا ہے، اسی لئے انھیں سنگسار کرنے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے، غرض کہ حج کے ایک ایک عمل سے اللہ کی کبریائی اور اس کی محبت و عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔

لیکن ایرانی دائرین خدا کے حرم میں خدا کے نام کے بجائے خمینی کا نام بلند کرتے ہیں جتنے باندہ بکر فسوق و بیدال ہی نہیں کرتے بلکہ مظاہرہ و فساد کر کے عامۃ الناس کی ایذا رسانی کا سامان فراہم کرتے ہیں، شعائر اللہ کی تعظیم اور عبادت الحج کی حرمت کے بجائے توہین حرم کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان ساری فتنہ پردازوں کا واحد مقصد یہ ہے کہ اس مرکز اسلام کے امن و امان کو ختم کر کے اس پر اپنے قبضے اور تسلط کی راہ ہموار کی جائے۔

کیا خمینی اور ان کے حمایتی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسل رسالہ کی زد سے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ابغض الناس الى الله ثلاثة ملحد في الحرم ومبتغ في الاسلام سنة الجاهلية ومطلب دم امري مسلم بغير حق ليهرق دمه (رواه البخاري)



حاصل بحث

اب تک کی بیان کردہ تفصیلات سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ خمینی اور ان کی جماعت و حدائیت رسالت، اور صحابہ کرام کے متعلق جن عقائد و نظریات کی پابند ہے وہ قرآن عظیم احادیث نبویہ اور جمہور امت کے موجودہ سو سالہ متواتر عقیدے کے بالکل متضاد اور مخالف ہیں، نیز جس قسم کی بدعات اور خرافات پر وہ عمل پیرا ہے ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس لئے بصورت موجودہ عام امت کا ان سے اتحاد کسی بھی طرح ممکن نہیں بلکہ اس کے برعکس علمائے اسلام کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خمینی اور ان کی جماعت کے اسلام مخالف عقائد و نظریات سے امت مسلمہ کو واقفیت بہم پہنچائیں اور ان کے باطل عقائد کی بنیاد پر شریعت کا ان کے بارے میں جو فیصلہ ہے اس کا پوری وضاحت کے ساتھ اظہار فرمائیں تاکہ ملت اسلامیہ ان کے پُر فریب پروپیگنڈوں سے متاثر ہو کر اسلام کی سچی راہ سے ہٹ کر خمینیت کی بھول بھلیوں میں نہ پھنس جائے۔

(اللھو ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ)

وارنا الباطل باطلا وارزقنا

اجتنابہ، وصلى الله على

سیدنا و مولانا محمد

والہ واصحابہ

اجمعین

حوالے کے کتابیں

ڈاکٹر موسیٰ الموسوی (محقق و مجتہد شیعہ عالم)	۱- الثورة البائسة
روح اللہ خمینی	۱۲- کشف الاسرار
"	۱۳- الحکومت الاسلامیہ
" (خمینی کی ان تقریروں کا مجموعہ)	۱۴- الجہاد الاکبر
" (جو موسم حج میں کی گئیں)	۱۵- الامام خمینی و مراجع العالمی
مجلس علمی	۱۶- نہج خمینی
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۷- الموسوی شرح موطاء
"	۱۸- مستدام احمد بن منیل
علامہ ابن تیمیہ	۱۹- منہاج السنہ
"	۲۰- الصارم المسلول
حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	۲۱- فضائل صحابہ و اہل بیت
"	۲۲- تحفہ راضا عشری
مولانا مفتی محمد شفیع دیوبند	۲۳- مقام صحابہ
محقق ابن ہمام	۲۴- فتح القدير
مجلس علمی	۲۵- تادی عالمگیری
	۲۶- نہج البلاغہ

اخبار و رسائل

۲۱/۶/۱۹۸۰ء	۱۷- الراي العالم - کویت
۹/۱۹۸۴ء	۱۸- ہفت روزہ ایشیا لاہور
۴ اپریل ۱۹۸۳ء	۱۹- نئی دنیا دہلی

انجمن سپاہ صحابہ کی مطبوعات کا مطالعہ کیجئے

تصانیف

علامہ ضیاء الرحمن فاروقی

فقہ ربیع العصر حضرت مفتی

رشید احمد صاحب لدھیانوی

مولانا محمد اعظم طارق



ضمینی ازم اور اسلام

سیدنا امیر معاویہؓ

حقیقت شیعہ

لمحہ فکریہ پاکستانی شدیوں

کا محاسبہ کیجئے

ضمینی اپنی تحریرات کے

آئینہ میں فیصلہ آپ کریں



(نوٹ) انجمن سپاہ صحابہ کے ترجمان ماہنامہ خلافت راشدہ کے مستقل خریدار بنئے۔ انجمن سپاہ صحابہ کا تمام لٹریچر، اشتہارات، اشکریہ بیج، کی رنگ، وغیرہ کے حصول کے لیے مندرجہ ذیل آئیڈیس

پر رجوع فرمائیں

مولانا محمد اعظم طارق خلیفہ جامعہ دینی اکبر متقل مخدئ ناگن چورنگی نار توکر اچھر

شہید جھنگوی

نشانِ صحابہ کی عظمتوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی - یہاں خلافت کی حکمتوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

نہاٹے حق کھلا رہا ہے پیامِ نصرتِ سنا رہی ہے

وقارِ فطرت کے ولولوں میں کرنِ نئی جگہ گار رہا ہے

ایک نئے دین کی صداقتوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

سپاہِ صحابہ کے نوجوانوں کی جھنگوی کے رازِ دانا

فیصلہ الٰہی کی قیادت میں پھیل جاؤ صحابہ کے پابان

پیامِ دو گلی کی تکبیر کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

دعوتِ اصلاحیہ کی رافتریت کا مکر و فن اب نہیں چلے گا

خود ہی عالم میں چار و سول اب سپاہِ صحابہ کا مڑے گا

سرم کدہ کی فزائیتوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

شہیدِ امامی مصطفیٰ کا جنازہ منزل کو جا رہا ہے

روحانی دنیا میں شہداء اٹھائے آ رہا ہے وہ آ رہا ہے

خدا کے بزرگ رشتوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

عدم کو جاتے ہوئے برن سے لہو کی نہریں رواں دواں ہیں

وہ دیکھو چشمِ فلک کے آنسو بھی آہ و زاری میں ہم زبان ہیں

عجیب نظارہ کے جلوہ کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

کفن کا ہر تلہ خوئی میں لت پت فضا نے دبا سنا رہا ہے

حیاتِ ابدی کا لاکھ جیلر بھی ہے محفل وہ جا رہا ہے

قبائلی غم کی فیصلہ فتنوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

ستیزہ گاہو جہاں میں ساحرِ نلٹے حق تو بندہ بے گ

ستم کے طوفان میں حق پرستوں کی ہولنا سرِ قند رہے گا

وہ انقلابی صلاحیتوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

محمد ایاز ماہرہ جزا یگر

ابنِ سپاہِ صحابہ یونٹ ماہرہ تحسین و فلاح

www.jmmpak.tk

پاکستان میں سنی نوجوانوں کی سب سے مؤثر اور فعال تنظیم

انجمن سپاہ صحابہ پاکستان

زیر انتظام

مولانا علامہ البرکات حسین صاحب

شہید ناکوس سپاہ صحابہ مولانا قیصر کا پیغام

دنیا بھر کے اہلسنت سے اپیل ہے کہ صحابہ دشمنوں کے استیصال اور انکار کے فروغ کے لئے تمام اختلافات بھلا کر انجمن سپاہ صحابہ کا ساتھ دیں۔ اس کا لقب العین اور منشور عام کریں اور گھر گھر شیعیت کو بے نقاب کرنے کا عزم کریں۔

ایسے انجمن سپاہ صحابہ میں شامل ہو کر خمیہیت اور مباہلت کے مکروہ چہرے سے پردہ ہٹانے اور غفائے راشدیہ کے کارناموں کو اجاگر کرنے میں ہمارا ساتھ دیجئے۔

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت انجمن سپاہ صحابہ پاکستان جنگ